بگرانِ اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور



سید سلمان گیلانی شیخوپورہ

غزل

جینا محال کیوں نہ ہو انسان کے لیے
کتنے ہی دکھ ہیں ایک میری جان کیلیے

شاہی تو اصل میں ہے خدا ہی کے واسطے
پرویز کے لیے ہے نہ خاقان کے لیے

اچھا ہے، راہبر ہو کوئی راہِ زیست میں
دشوار ہے یہ راستہ انجان کیلیے!

غم بھی جو آئے، ڈال نہ ماتھے پہ سلوٹیں
دروازہ دل کا کھول دے مہمان کیلیے

دنیا ہے اک سرائے، ٹھہرنا ہے چند روز
کیوں اتنے فکر مند ہو سامان کے لیے

جی اس طرح کہ تیرا عمل یہ ثبوت دے
مرنا ہے ایک کھیل مسلمان کے لیے

میرے عیوب سے جو مجھے باخبر کرے!
تحفے یہ دوستوں کے ہوں سلمان کیلیے!



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۲۹

جمعۃ المبارک ۷ شعبان - ۲۲ جولائی ۱۹۷۷ء

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ ـــــ روپے
ششماہی
۲۳ ـــــ روپے
سہ ماہی ـــ ۵۰/۱۱ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

ادارئیہ

الیکشن کمیشن کا تقرر

چیف الیکشن کمشنر جسٹس مشتاق حسین نے اپنے عہدے کا حلف اٹھانے کے بعد کہا ہے کہ الیکشن کمیشن کی باقاعدہ تشکیل دو ایک روز میں عمل میں آجائے گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہائی کورٹوں کے جج صاحبان کو کمیشن کا رکن بنایا جائے گا۔ چیف الیکشن کمشنر نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ اپنی عظیم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں گے۔

چیف الیکشن کمشنر کا تقرر اور باقاعدہ الیکشن کمیشن کا قیام حقیقتاً ان عزائم اور ارادوں کی بروقت تکمیل کی کڑی ہے۔ جن کا اظہار چیف آف آرمی سٹاف اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنی پہلی نشری تقریر میں کیا تھا۔ اور اس کے بعد بھی وہ مختلف مواقع پر ان عزائم کا اعادہ کرتے رہے ہیں۔

جنرل محمد ضیاء الحق نے الیکشن کمشنر اور الیکشن کمیشن کے تقرر کے سلسلے میں قومی اتحاد کے قائدین سے بھی تبادلۂ خیال کیا ہے۔ اس تبادلۂ خیال کو منزل کی طرف راست اقدام سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ خصوصاً جب کہ قومی اتحاد کے رہنما جنرل محمد ضیاء الحق سے ملاقات کے بعد اطمینان کا اظہار کر رہے ہیں۔ خود موجودہ چیف الیکشن کمشنر نے جن خیالات کا اظہار اور جس پروگرام کا اعلان کیا ہے وہ بھی کافی حد تک اطمینان بخش ہے۔

جناب چیف الیکشن کمشنر جہاں ایک ماہرِ قانون اور جہاں دیدہ انسان ہیں وہاں ان کے سامنے گذشتہ الیکشن کمشنر اور ان کے عملہ کی نگرانی میں ہونے والا الیکشن بھی ہے۔ جس نے پوری قوم کو ایک ایسے بحران میں مبتلا کر دیا تھا جو سنگین نتائج و عواقب پر منتج ہوتا۔

آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کے انعقاد کے لیے جہاں دیگر عوامل اور تقاضے ہیں۔ وہاں الیکشن کمیشن کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے الیکشن کمیشن اگر اس بات کا تہیہ کرنے کے بعد کہ اس نے ہر حال میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے ہیں اور اس عظیم مقصد کے لیے ہر اس نشیب کو پُر کرنا اور ہر اس جھول کو ختم کرنا ہے جو اس راہ کا روڑہ بن سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ انتخابات آزادانہ اور منصفانہ نہ ہوں۔

حالیہ بے مثال تحریک اسی مقصد کے لیے چلائی گئی تھی کہ آدمی کو یہ حق ملے کہ وہ اپنے ووٹ کا اپنی آزادانہ مرضی سے استعمال کر سکے اور کسی قسم کی دھونس، دھاندلی اور جبر روا نہ رکھا جائے تاکہ عوام ایک ایسی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو فقید المثال اور تاریخ ساز قربانیوں کے بعد حاصل کیے جانے والے اس ملک میں ان کی مرضی کا نظام جاری و ساری ہو۔

اگر کوئی اغماض سے کام لیتے ہوئے یہ سوال کرے کہ عوام کی مرضی کے مطابق کونسا نظام ہے؟ تو ہم بلاخوفِ تردید یہ کہیں گے کہ یہ نظام وہی نظامِ عدل ہے جس کی بنیاد پر یہ عظیم مسلم مملکت معرضِ وجود میں آئی تھی۔ جس نظام کیلئے آج سے تیس سال قبل لاکھوں افراد نے خون کا نذرانہ پیش کیا تھا لاکھوں بے گھر ہوئے تھے اور ہزاروں عفت مآب مسلم خواتین کی ردائے عصمت سکھ اور ہندو درندوں کے ہاتھ تار تار کی گئی تھی۔!!

اور جس نظام کو ہمارے ملک کے ناعاقبت اندیش اور خوفِ خدا سے عاری حکمرانوں نے کروڑوں عوام کی شدید خواہش کے برعکس اور بلند بانگ دعووں کے باوجود آج تک نافذ نہیں کیا ہے

پبلشر پرنٹر ... پریس میں چھپوا کر مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

اس سلسلے میں ہم پاکستان کے عوام سے بھی گذارش کریں گے کہ وہ اکتوبر میں منعقد ہونے والے الیکشن کی اہمیت کو سمجھیں اور اپنی ذمہ داریوں کا بھرپور احساس کریں۔ آئندہ نوّے دن کے اندر ہونے والا الیکشن بلیش بہاتر بازیوں کے نتیجے میں ہو رہا ہے۔ اگر اس مرتبہ کسی نعرے باز کے پیچھے لگ کر یا غفلت و لاپرواہی کا شکار ہو کر باطل نظام کو بدلنے کا سنہری موقع ہاتھ سے گنوا دیا تو پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے استبدادی قوتیں اس ملک پر مسلّط ہو جائیں گی اور پھر جو حشر ملک اور قوم کا ہو گا اس کا تصوّر ہی نہیں کیا جا سکتا۔

آہ حضرت پیرجی عبداللطیفؒ

گذشتہ دنوں شیخ المشائخ حضرت مولانا پیرجی عبداللطیفؒ اسحٰق چیچہ وطنی انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت پیرجی صاحبؒ کافی دنوں سے صاحب فراش چلے آ رہے تھے۔ بالآخر وقت اجل آ پہنچا اور سرخروئی کے ساتھ وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

حضرت پیرجی عبداللطیف ہمارے اسلاف کی عظیم یادگار تھے۔ آپ قطب الاقطاب حضرت شاہ عبدالقادرؒ کے اجلہ خلفاء میں شمار ہوتے تھے ساری زندگی خدمت دین متین میں گذری اور تادم واپسی قال اللہ و قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ اور علماء حق سے وابستہ رہے۔ جمعیۃ علماء اسلام اور اس کے اکابرین سے خاص محبت رکھتے تھے۔ خصوصاً حضرت درخواستی مدظلہ اور حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے مدّاح تھے۔ حالیہ تحریک نظام شریعت و بحالی جمہوریت میں علالت و نقاہت اور بے حد کمزوری کے باوجود جلسے جلوسوں میں شرکت فرماتے رہے اور تحریک کی کامیابی کے لیے دعائیں کرتے رہے۔

انتخابات کے دوران قومی اتحاد کے مرکزی رہنماؤں کا قافلہ لاہور سے ملتان روانہ ہوتے ہوئے جب چیچہ وطنی رکا تو نقاہت کے باوجود ہزاروں کے مجمع سے گذر کر حضرت مفتی صاحب مدظلہ سے ملاقات کی غرض سے تشریف لائے۔ چیچہ وطنی میں آپ کا لگا ہوا باغ ایک عظیم الشان مسجد اور مدرسہ کی شکل میں دیکھا جا سکتا ہے۔ آپ کے صاحبزادگان علماء اور فضلاء ہونے کے ساتھ ساتھ علماء حق سے وابستہ ہیں۔ ادارہ ترجمان اسلام حضرت پیر صاحب کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

اللہ تعالیٰ پیر صاحب کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ اور پسماندگان اور ان کے ہزاروں متوسلین کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔



رپورٹنگ : شیخ محمد اکبر۔

٭ ایف ایس ایف کی گولیاں ، نہتے عوام

٭ دہشت و بربریت کی انتہا کردی گئی

٭ تحریک نظامِ مصطفیٰ اور اہلِ کوٹ ادّو

پاکستان قومی اتحاد کے قایدین کی اپیل پر مورخہ ۱۴/۳/۷۷ سے تحریک نظامِ مصطفےٰ شروع ہو گئی۔ مدنیہ جامع مسجد کوٹ ادّو سے بعد نماز جمعہ جلوس نکالا گیا۔ اور پانچ افراد نے جن کی قیادت ڈاکٹر دوست محمد یزدار ممبر قومی اسمبلی کر رہے تھے۔ پہلے روز گرفتاری پیش کی۔ ڈاکٹر صاحب کو چھوڑ دیا گیا۔

۱۴/۳/۷۷ کو بعد نماز عصر مدینہ جامع مسجد سے حسب معمول جلوس نکالا گیا۔ جلوس کی قیادت چوہدری شوکت علی صاحب صدر قومی اتحاد کوٹ ادّو و امیدوار صوبائی اسمبلی نے کی۔ جلوس مین بازار طباخی بازار سے ہوتا ہوا جی ٹی روڈ پر آیا۔ اور نعرے لگاتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ ریلوے چوک میں چوہدری صاحب کو بمعہ چار ساتھیوں کے روک لیا گیا۔ اور تمام ساتھیوں نے نعروں کی گونج میں گرفتاری پیش کی۔ صرف پانچ افراد بمعہ چوہدری صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔ جلوس ہر روز بعد نماز عصر نکلتا تھا اور رضا کارانہ طور پر قومی اتحاد کے ۵ کارکن گرفتاری پیش کرتے رہے۔ دوران جلوس شام ۵ بجے دکانیں بند ہو جاتی تھیں۔

پاکستان قومی اتحاد کی اپیل پر مورخہ ۲۲ راپریل کو رات ۱۲ بجے پہیہ جام کر دیا گیا۔ یہ ہڑتال کوٹ ادّو کی تاریخی ہڑتال تھی۔ رضا کار سڑکوں پر رات ۱۱ بجے آ گئے تھے۔ اور ٹھیک بارہ بجے ٹریفک جام کر دی۔ ریلوے سٹیشن سے باہر غزالہ ایکسپریس پنڈی ٹرین۔ ڈیرہ غازی خان جانے والی ٹرینوں کو روک دیا گیا۔ مسافروں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دی۔ اہالیان کوٹ ادّو نے مسافروں کے لیے کھانے کا بندوبست کیا اور دیگیں پکوا کر سٹیشن پر مسافروں میں کھانا تقسیم کیا۔ بچوں کو دودھ تقسیم کیا گیا۔ بعد میں ۳۱ افراد کے خلاف ریلوے ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کیا گیا سب نے سیشن جج صاحب مظفر گڑھ سے قبل از گرفتاری ضمانتیں کروالیں۔

جعلی اسمبلی کا جب اجلاس طلب کیا گیا تو کوٹ ادّو کے شہریوں نے ہڑتال کی اور اپنے بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھیں۔ ٹاؤن پارک میں ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوا۔ مقررین نے بھٹو کی جعلی اسمبلی پر تقاریر کیں اور عوام نے باآوازِ بلند عہد کیا کہ ہم ان جعلی ممبرانِ اسمبلی کو تسلیم نہیں کرتے۔ بھٹو حکومت اور جعلی ممبران اسمبلی کے خلاف کوٹ ادّو کی خواتین نے ایک شاندار جلوس نکالا جس کی قیادت ایک ننھی مُنّی بچی کر رہی تھی۔ یہ بچی نو ستاروں والا پرچم لیے آگے آگے جلوس کے چل رہی تھی۔ یہ جلوس کوٹ ادّو کا تاریخی جلوس تھا۔ مستورات کی تعداد تقریباً دس ہزار کی تھی۔

بھٹو حکومت کے خلاف اور نظامِ مصطفےٰ کے لیے علماء نے بھی ایک جلوس نکالا جسکی قیادت امیر جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب نے کی۔ جلوس میں ہر فرقہ سے تعلق رکھنے والے علماء کرام نے شرکت فرمائی۔ جلوس مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم سے شروع ہوا۔ اور مین بازار طباخی بازار، جی ٹی روڈ سے ہوتا ہوا ٹاؤن پارک پہونچا۔ وہاں ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ اور علماء کرام نے تقاریر فرمائیں۔ بعد میں علماء کے خلاف کوٹ ادّو کی انتظامیہ نے مقدمات درج کیے جن کی ضمانت قبل از گرفتاری کرائی گئی۔

کوٹ ادو کی انتظامیہ اور ایف ایس ایف پیپلز پارٹی کی ایجنٹ کی حیثیت سے کام کرتی رہی اور اتحاد والوں کے خلاف جن میں اکثریت جمعیۃ علماء اسلام کی ہوتی تھی ناجائز مقدمات درج کرتی رہی۔

پیپلز پارٹی کے غنڈوں نے ایک روز (جسکی قیادت عنایت علی زیدی کر رہے تھے) دفتر پاکستان قومی اتحاد کوٹ ادو میں بیٹھے ہوئے ایک سرگرم کارکن چوہدری فاروق احمد پر آ کر پستول سے تین فائر کیے۔ دو گولیاں بائیں ران میں پیٹ کے ساتھ لگی اور ایک گولی دائیں ٹانگ میں لگی جس سے بے انتہا خون جاری ہو گیا

اس کے باوجود زخمی نے ملزم کو پکڑ لیا اور لوگ بھی آ گئے۔ ایک ملزم زیدی فرار ہو گیا۔ زخمی کو ہسپتال لے جایا گیا۔ طبی امداد اور مجسٹریٹ کے بیان کے بعد نشتر ہسپتال لے جایا گیا۔ جہاں فوری خون کی دو بوتلیں لگائی گئیں۔ اور تیسرے روز اپریشن کیا گیا، لیکن گولیاں نہ نکلیں۔ اب تک تین گولیاں اندر ہی ہیں۔

اسی روز ایک اور پیپلز پارٹی کا غنڈہ عبدالرزاق کلاتھ مرچنٹ نے اپنے مکان سے قومی اتحاد والوں پہ فائرنگ کی اور ایک گولی ایک سترہ سالہ لڑکے صغیر احمد ولد عبدالغفور دھوبی کے منہ پر لگی جس سے اس کا رخسار کافی کٹ گیا۔ بچے کو ہسپتال داخل کرایا گیا۔ اب بچہ ٹھیک ہے تینوں افراد کے خلاف پرچہ درج کرایا گیا ہے۔ گرفتاری عمل میں آئی۔ لیکن ڈی۔سی ایم اے نون مظفرگڑھ جو خود کو پیپلز پارٹی کا ایجنٹ تصور کرتا ہے نے پرچہ خارج کر کے سب کو رہا کر دیا۔ !!

اس واقعہ کے رونما ہوتے ہی اہالیان شہر نے فوراً ہڑتال کر دی۔ اور تمام لوگ سڑکوں پر نکل آئے۔ قایدین کے کہنے پر عوام نے صبر و تحمل کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور کوئی واقعہ رونما نہ ہوا۔

مورخہ ۲۳/۴/۷۷ء کو پیپلز پارٹی کے ورکروں نے جو اسلحہ سے مسلح تھے منصوبہ بنایا کہ ڈاکٹر دوست محمد نبروالا پہ حملہ کیا جائے رات ۹ بجے ان کی حرکات سکنات کو دیکھتے ہوئے قومی اتحاد کے کارکنوں نے ہر گلی اور محلہ میں پہرہ لگا دیا۔ رات ۲ بجے ہسپتال کے ساتھ مکان سے فائرنگ شروع کی گئی۔ ساتھ والے مکان (جو ملک بشیر احمد کامریڈ ایم پی اے پی پی پی) کی ملکیت ہے۔ وہاں سے بھی فائرنگ شروع ہوئی۔ جوابی فائر کیے گئے۔ قومی اتحاد کے آدمی زخمی ہوئے پولیس بھی ۳ بجے شب پہونچ گئی۔ اور ایف ایس ایف نے بھی ہوائی فائر کئے اور پیپلز پارٹی کی حفاظت کرتے رہے۔ فائرنگ صبح ۵/۱ بجے تک ہوتی رہی ہے۔ !!

نہتے عوام نے نہایت صبر و تحمل کا ثبوت دیا۔ ڈی۔سی مظفرگڑھ، پولیس، ایف ایس ایف کو لے کر کوٹ ادو پہونچ گئے اور آتے ہی عوام پر آنسو گیس کے شیل پھینکنے شروع کر دیئے۔ عوام نے پتھراؤ کیا۔ انتظامیہ نے ۱۱ بجے دن جب آئی جی پولیس لاہور سے کوٹ ادو پہونچے تو گرفتاریاں شروع کر دیں۔ اور مکانوں کے دروازے توڑ دیئے۔ عورتوں کی بے پردگی کی گئی۔ جو آدمی بھی بازار میں گلی میں، مکان پہ نظر آیا گرفتار کر لیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ ان پر تشدد کیا گیا۔ مدرسہ مظاہر العلوم کوٹ ادو کی دیواریں پھلانگ کر مدرسہ میں داخل ہوئے اور مدرسین اور طلبار کو گرفتار کیا گیا۔ اور تشدد کیا گیا جتنے افراد گرفتار کئے گئے ان سب پر ڈی۔پی۔آر کے تحت ۴۹ - ۴۴۰/۴۳۶ ، ۳۶۵/۳۰۷ ، ۱۴۹/۱۴۸ وغیرہ دفعات لگائی گئیں۔ اسی رات کو جعلی کرفیو ایف ایس ایف اور پولیس نے لگایا اور رات کو اتحاد والوں کی دکانوں کے تالے توڑ کر سامان نکالا گیا۔ اور اٹھا کر لے گئے۔ صبح پھر جعلی کرفیو ۱۱ بجے دن تک لگایا گیا۔ پولیس، ایف ایس ایف اور انتظامیہ نے من مانی کی اور قومی اتحاد کے کارکنوں پہ ہر طرح کا تشدد کیا گیا۔

مورخہ ۲۵/۴/۷۷ء کو مدینہ جامع مسجد سے ایک جلوس نکالا گیا۔ جلوس مین بازار، طباخی بازار سے ہوتا ہوا گرلز ہائی سکول کے قریب پہونچا تو آنسو گیس کے شیل پھینکے گئے۔ ایف ایس ایف نے تمام گلیوں کی ناکہ بندی کی ہوئی تھی۔ رحمٰن مارکیٹ کے پچھلی طرف سے ایک سترہ سالہ لڑکا گذر رہا تھا کہ ایک ایف ایس ایف کے سنگ دل سپاہی نے فائر کیا اور وہ بچہ کو لگا۔ بچہ گولی لگتے ہی زمین پہ گرا اور اللہ کو پیارا ہو گیا۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ میں کہا گیا کہ شیل لگتے ہی شہید ہوا۔ صغیر احمد ولد حکیم الدین شہید کا تعلق جمعیۃ علماء اسلام سے تھا۔

شہر کوٹ ادو کی انتظامیہ کی زیادتی کی وجہ سے سنسان اور ویران ہو چکا تھا یہاں تک کہ مکہ جامع مسجد مدینہ جامع مسجد، ادرفع جامع مسجد وغیرہ کے سپیکر پولیس اور ایف ایس ایف تالے توڑ کر لے گئے۔ اور آج تک مدینہ جامع مسجد کا یونٹ واپس نہ کیا۔ جبکہ باقی سپیکر سپرد داری پر واپس لے آئے۔ اس واقعہ میں ۲۰۰ افراد کے قریب گرفتار کر لیے گئے۔ اور اتنے ہی حضرات خصوصی ٹریبونل لاہور سے قبل از گرفتاری ضمانت کرا چکے ہیں۔

پیپلز پارٹی کے غنڈے پولیس اور انتظامیہ کے ایما پہ دندناتے پھرنے لگے اور دن دہاڑے لوگوں میں خوف و ہراس پھیلانے لگے۔ ایک روز مستری ذکار الدین کے بھائی معین الدین کو ہسپتال سے پکڑ کر کامریڈ کے مکان پہ لے گئے اور اس کو عنایت اللہ زیدی وغیرہ مارنے لگے۔ قبل اس کے کہ اس کو جان سے مار دیتے پولیس کو اطلاع مل گئی اور اس طرح اس کی جان بچی۔

اس کے بعد جمعیۃ طلباء اسلام کوٹ ادو کے ایک نوجوان کارکن محمد یامین ولد مانی شاہ کو ۲۶/۵/۷۷ء کو رات ۱۰ بجے اغوا گیا گیا اور اس کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر کے سنانواں ریلوے سٹیشن کے قریب لائن کے اوپر ڈال دیا۔ اور محمد یامین شہید کی ٹانگ کو جدا کیا گیا۔ خصیے کاٹے گئے۔ اور دیگر اذیتیں دے کر شہید کیا گیا۔ رات ایک بجے کے قریب اطلاع ملی۔ لوگ موقع پر گئے اور لاش کوٹ ادو لے آئے۔ پولیس لاش پوسٹ مارٹم کے لیے مظفرگڑھ لے گئی۔ مظفرگڑھ سے لاش رات ۱۰/۱۱ بجے پہونچی۔ صبح کو بعد نماز جمعہ شہید کو دفنایا گیا۔ شہید کے ورثا نے پرچہ نامزد کرایا کہ پیپلز پارٹی کے ۴ افراد عنایت اللہ زیدی لیاقت علی نیازی، فیض بخش وغیرہ میری دکان پر آئے اور کہنے لگے کہ میرے والد کو تم نے مارا ہے۔ ہم بدلہ لیں گے۔ لیکن پولیس نے ان چاروں قاتلوں کو چھوڑ دیا کوئی باز پرس تک نہ کی گئی۔

اہالیان کوٹ ادو مطالبہ کرتے ہیں کہ محمد یامین کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے اور ملزموں کو سخت سزا دی جائے۔

اسلام آباد کی ڈائری

حبیب الرحمٰن

۶۰ لاکھ افراد کے قتل کا منصوبہ کس نے بنایا؟

قارئین کرام! آپ کو یاد ہو گا کہ ایک مرتبہ جناب بھٹو نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب وہ ایوانِ اقتدار سے نکلیں گے تو ہمالیہ کے فلک بوس پہاڑ چیخ پڑیں گے اور خیبر سے لے کر کراچی تک لوگ اشکبار ہوں گے۔ مگر زمانے کے انقلابات دیکھئے کہ وہ اس طرح گئے جیسے دودھ سے مکھی نکال کر پھینک دی جاتی ہے۔

ان کے اس زوال پر کسی آنکھ سے آنسو تو کیا ٹپکتے البتہ ان گنت چہروں پر مسکراہٹیں ضرور کھیل گئیں۔ وہ سکون و قرار واپس آگیا جو ۷ مارچ ۱۹۷۷ء کے بعد چھن گیا تھا وہ خون ناحق رنگ لے آیا جو پانی کی طرح بہایا گیا تھا۔ وہ آہیں اپنا اثر دکھا گئیں جو بے شمار ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے سینے سے نکلی تھیں اور وہ دعائیں حاکموں کے حاکم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرف قبولیت پا گئیں جو بے سہارا ہونے والے غمزدوں کے دلوں کی گہرائیوں سے نکلی تھیں۔

جناب بھٹو کے اس انجام کا اہتمام تو ان کے نادان مشیروں و مصاحبوں اور کچھ منافق دوستوں نے بہت پہلے ہی شروع کر دیا تھا مگر تابوت میں آخری کیل شاید خود جناب بھٹو نے اپنے ہی ہاتھوں سے ٹھونک لی اور وہ یوں کہ ۲ جولائی کو صبح سویرے قومی اتحاد کے ساتھ جو معاہدہ تقریباً طے پا گیا تھا اس سے وہ یک لخت منحرف ہو گئے جب کہ انہوں نے ریڈیو، ٹی وی اور نام نہاد نیشنل پریس ٹرسٹ کے اخباروں کے ذریعے نہ صرف اپنی قوم کو بلکہ ساری دنیا کو یہ باور کرانا چاہا کہ طے شدہ معاہدے سے وہ نہیں بلکہ قومی اتحاد منحرف ہو گیا ہے۔

حالانکہ مجوزہ معاہدے کی دستاویزات کا ریکارڈ جو کئی لوگوں کے ہاتھوں میں محفوظ ہے اس بات کی ناقابل تردید شہادت پیش کرتا ہے کہ جناب بھٹو نے ۳ اور ۴ جولائی کی رات اپنی پریس کانفرنسوں کے ذریعے قومی اتحاد پر دس نئے نکات پیش کرنے کے بارے میں جو باتیں کہی تھیں اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ حقائق پر پردہ ڈالنے کے لیے دھوئیں کی ایک چادر (SMOKE SCREEN) پھیلا دی جائے۔ ورنہ حقیقت صرف اس قدر تھی کہ قومی اتحاد کے لیڈروں نے جو تجاویز آخری مرحلے میں پیش کی تھیں ان کے ذریعے نہ تو کوئی نیا مطالبہ پیش کیا گیا تھا اور نہ ہی طے شدہ امور میں سے کسی سے انحراف کی کوئی کوشش کی گئی تھی۔

ہوا صرف یہ تھا کہ قومی اتحاد کے قانونی مشیروں نے جن میں میاں محمود علی قصوری، مسٹر ایس ایم ظفر، مسٹر خالد اسحاق اور کراچی کے احد یوسف شامل تھے معاہدے کی ترمیم شدہ مجوزہ دستاویز میں چند ایسے قانونی سقم نکالے کہ جنھیں اگر دور نہ کیا جاتا تو مجوزہ دستاویز کی قانونی و آئینی حیثیت مشتبہ ہو سکتی تھی۔ چنانچہ ان تجاویز کے ذریعے تمام شکوک و شبہات کو رفع کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور یہ اس اعتبار سے ایک مستحسن کوشش تھی کہ آئندہ چل کر عمل درآمد کے دوران فریقین کے درمیان کوئی تنازعہ پیدا نہ ہونے پائے۔ مثال کے طور پر دستاویز کی تمہیدی عبارت میں جو تبدیلی تجویز کی گئی تھی وہ یہ تھی کہ بجائے اس کے کہ یہ معاہدہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور مولانا مفتی محمود کے درمیان طے پایا ہے دیکھا جائے کہ یہ معاہدہ وزیراعظم پاکستان و پیپلز پارٹی کے چیئرمین مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود کے درمیان طے پایا ہے۔" قومی اتحاد کے قانونی مشیروں کے خیال میں یہ ترمیم اس لیے ضروری تھی کہ اس کے ذریعے مسٹر بھٹو کی کابینہ اور ان کی پارٹی کو بھی اس معاہدے کا پابند کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ قومی اتحاد کے قانونی مشیروں نے یہ بھی ضروری سمجھا کہ اس کے ذریعے مسٹر بھٹو کی کابینہ اور ان کی پارٹی کو بھی اس معاہدے کا پابند کر دیا جائے اس کے علاوہ قومی اتحاد کے قانونی مشیروں نے یہ بھی ضروری سمجھا تھا کہ آئین میں ایک عارضی ترمیم کے ذریعے مجوزہ معاہدے کو عارضی طور پر صرف عام انتخابات تک کے لیے آئین میں شامل کر دیا جائے تا

تاکہ معاہدے پر عملدرآمد کے لیے جو بھی اقدامات کئے جائیں ان کی آئینی اور قانونی حیثیت کو چیلنج کیا جا سکے غرض کہ وہ نکات در اصل اسی طرح کے قانونی و آئینی تحفظات کی خاطر پیش کئے گئے تھے۔ اور ان میں کوئی نیا مطالبہ شامل نہیں تھا۔

اس کے باوجود یہ ہوا کہ جناب بھٹو نے اپنے کم نظر مشیروں کی آہ و زاری سے متاثر ہو کر معاہدے سے منحرف ہو جانے اور سارا الزام قومی اتحاد کے سر ڈال دیا۔ اور ساتھ ہی ان کے ایسے مشیروں نے جن کے ہاتھ پہلے ہی خون ناحق سے رنگے ہوئے تھے دھونس دھمکیوں اور قتل و غارتگری کے ایک بہیمانہ رقص کا اہتمام کر ڈالا۔ جس کی ابتداء نمونے کے طور پر لاہور کے انار کلی بازار سے کی گئی تھی۔ کیا یہ جمہوریت کے کسی مقدس اصول کی علامت تھی۔

اسی ضمن میں ایک شائع شدہ رپورٹ کے

حوالے سے یہ یاد دلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے سابق سینیٹر مسٹر بنی بخش زہری تھے جو پیپلز پارٹی کے رکن ہیں۔

حال ہی میں یہ انکشاف کیا تھا کہ پیپلز پارٹی کے ایک اجلاس میں پارٹی کے ایک ذمہ دار عہدیدار نے مبینہ طور پر مشورہ دیا تھا کہ قومی اتحاد کی تحریک کو کچلنے کے لیے ساٹھ لاکھ افراد کو قتل کر دیا جائے اگر یہ محض جذباتی تقریر قرار دی جائے تب بھی اس سے مستقبل کے عزائم کا کسی نہ کسی حد تک اندازہ ضرور ہو جاسکتا ہے

مسٹر بنی بخش زہری کے اس لرزہ خیز انکشاف کے علاوہ مسٹر مصطفیٰ کھر کی مسلسل دھمکیاں بھی ریکارڈ پر آچکی تھیں اور یہ بات بھی ثابت ہو چکی تھی کہ پیپلز پارٹی کے سابق ارکان اسمبلی کے ذریعے اسلحہ کی وسیع پیمانے پر تقسیم کا عمل جاری رہا۔

ایسے نازک دور میں قومی اتحاد کے ساتھ تقریباً طے شدہ معاہدے سے منحرف ہو جانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور دنیا کو دکھانے کے لیے پروفیسر غفور اور پیرزادہ کے درمیان ایک اور ملاقات بھی تجویز کر دی گئی۔ مگر اس سارے تماشے کو بہت قریب سے دیکھنے والوں نے تاڑ لیا کہ عملاً معاہدہ ممکن نہیں رہا ہے اور قتل و غارت گری کا ایک ہولناک طوفان بپا کیا جانے والا ہے۔

چنانچہ راولپنڈی میں جنرل ہیڈ کوارٹرز نے ۴ اور ۵ جولائی کی درمیانی شب وہ قدم اٹھایا جس کے نتیجہ میں جناب بھٹو اس انجام کو پہنچ گئے جس کی بیشتر ذمہ داری خود ان ہی پر عائد ہوتی ہے

اس رات تقریباً ڈیڑھ بجے سب سے پہلے ایوان وزیر اعظم کے ٹیلیفون کاٹ دیئے گئے ــــ کچھ ہی دیر بعد ایک جنرل صاحب فوج کا ایک دستہ لے کر پرائم منسٹر ہاؤس پہنچے وہاں جو گارڈ متعین تھے ان سے ہتھیار لے لئے گئے اور پہرہ دار جب نہتے ہو چکے تو انہیں قریب ہی پولیس لائنز کے اندر اکٹھا کر دیا گیا اور ان پر فوجی پہرہ بٹھا دیا گیا۔

اسی دوران ایوان وزیر اعظم اور اس سے ملحقہ کوٹھیوں کے اردگرد فوجی دستے تعین کر دیئے گئے تاکہ کوئی باہر نکلنے نہ پائے۔ چند ہی منٹوں میں خیر و خوبی کے ساتھ یہ کارروائی مکمل ہو گئی تو اس آپریشن کے انچارج جنرل صاحب اس کمرے میں گئے جہاں مسٹر بھٹو براجمان تھے۔ اس وقت تک پولیس کا ایک حوالدار جو پرائم منسٹر ہاؤس کے اندرونی احاطے میں ڈیوٹی پر متعین تھا وہ مسٹر بھٹو کو یہ اطلاع دے چکا تھا کہ فوج آچکی ہے۔

بہرحال جنرل صاحب موصوف بھی مسٹر بھٹو کے کمرے میں پہنچ گئے اور انہیں باقاعدہ طور پر بتایا کہ فوج نے ملک کا نظم و نسق سنبھال لیا ہے اور تا اطلاع ثانی انہیں (جناب بھٹو کو) ایوان وزیر اعظم میں ہی فوج کی تحویل میں رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے غالباً اس وقت رات کے دو بجے تھے جب جناب بھٹو کے اقتدار کا یوں خاتمہ ہو چکا تھا۔

وزارت عظمیٰ سے معزولی کی خبر سننے کے بعد وہ اپنی بیگم صاحبہ اور بچوں کے ساتھ ایوان وزیر اعظم کے رہائشی حصے کے لان میں آکر بیٹھ گئے۔ اور بڑی دیر تک ان کی نظریں آسمان کی طرف اٹھی رہیں شاید وہ ستاروں کی گردش کا مطالعہ کر رہے تھے۔ ان کی وہ ساری رات بے خوابی کی نذر ہو کر رہ گئی اور ۵ جولائی کو صبح سویرے وہ نہا دھو کر خلاف معمول سات بجے سے پہلے ہی ناشتہ کی میز پر بیٹھ گئے پھر سہ پہر تک اپنے افراد خانہ کے ہمراہ سامان باندھنے میں مصروف ہو گئے۔ اس لیے کہ یہ ہدایت مل چکی تھی کہ بیگم صاحبہ بچوں سمیت اسی دن کراچی تشریف لے جائیں گی غالباً احتیاطی تدبیر کے طور پر چند محافظین کے ہمراہ انہیں رخصت کیا گیا۔ اور پھر سورج غروب ہونے سے پہلے ایک ہیلی کاپٹر ایوان وزیر اعظم کے لان پر اترا اور جناب بھٹو سے کہا گیا۔ کہ وہ مری جانے کے لیے ہیلی کاپٹر میں بیٹھ جائیں۔ ان کے ہمراہ ان کے سابق ملٹری سیکرٹری میجر جنرل امتیاز اور غالباً اے۔ ڈی سی صاحبان بھی بھیج دیئے گئے جہاں وہ سب تا دم تحریر فوج کی تحویل میں پرائم منسٹر ہاؤس میں مقیم ہیں۔

ایک خبر یہ ہے کہ جناب بھٹو نے چند کتابوں کی فرمائش کی تھی جو مہیا کر دی گئی ہیں: پڑھتے پڑھتے جب تھک جاتے ہیں تو وہ پھر لان پر چہل قدمی فرمانے لگتے ہیں رات کو مری کے ابر آلود آسمان میں بھی وہ ستاروں کی کج روی کے مشاہدے سے اپنا دل بہلاتے ہیں۔ بے محل نہ ہو گا اگر اس امر کی یاد دہانی کی جائے کہ متحدہ پاکستان کو توڑ پھوڑ کے بعد ۱۹۷۱ء میں جناب بھٹو کا جو نیا پاکستان بنا تھا اس کا اقتدار بھی عملاً انہیں دفاع سروسوں کے اعلیٰ افسروں کے ایک گروپ نے سونپا تھا اور اس گروپ کے سرخیل جنرل (ریٹائرڈ) گل حسن اور ایئر مارشل (ریٹائرڈ) رحیم خان تھے اور اب جناب بھٹو کو ایوان اقتدار سے رخصت کیا گیا ہے تو فوج کے ان سینئر افسروں کے ذریعہ جو پچھلے ہفتوں میں اس سابق وزیر اعظم کے انداز کار کا بہت قریب سے مطالعہ کرتے رہے تھے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس قدر بڑا کام بڑی ہی آسانی سے کسی کی نکسیر تک پھوٹے بغیر انجام پا گیا اس کی وجہ صرف یہ کہ پچھلے ساڑھے پانچ برسوں میں جناب بھٹو نے بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ اپنی سیاسی پارٹی کو عملاً ختم کر کے رکھ دیا تھا۔ پھر ۷ مارچ کو جس طرح انتخابات ہوئے ان کے نتیجے میں وہ قوم کی اکثریت کی نگاہوں سے اس طرح گرے کہ ان سے چھٹکارا پانے کا عزم لے کر لاکھوں افراد دیوانہ وار اٹھ کھڑے ہوئے۔ سینکڑوں نے اپنی زندگیوں کو اپنے مشن کی تکمیل کی راہ میں قربان کر دیا۔

جناب بھٹو کے خلاف احتجاجی مہم میں ہزاروں زخمی ہوئے۔ ایک لاکھ کے لگ بھگ افراد نے ہنسی خوشی قید و بند کی اذیتیں برداشت کیں جناب بھٹو کے خلاف اٹھنے والی یہ تحریک دراصل ڈکٹیٹر شپ سے نجات کے لیے ایک جہاد کی حیثیت رکھتی تھی اور اس نے ظلم و استبداد اور منظم غنڈہ گردی کے خلاف ایک ملک گیر احتجاج کے طوفان کی شکل اختیار کر لی تھی نہایت مشکل حالات میں یہ انسانیت شرافت، عدل و انصاف کی اعلیٰ قدروں کی بحالی کے لیے ایک دلیرانہ جدوجہد تھی۔

بہرحال جو ہونا تھا ہو چکا۔ اب یہ بات تمام جمہوریت پسندوں کے لیے باعث اطمینان ہونی

چاہیے کہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق نے واضح الفاظ میں قوم کو یقین دلایا ہے کہ عام انتخابات اسی سال اکتوبر میں ہونگے۔ اس یقین دہانی سے اہم ترین بات جو جنرل ضیاء الحق صاحب نے کہی ہے وہ یہ ہے کہ فوج نے ملک کا نظم ونسق سنبھال لیا ہے تو یہ کوئی مستحسن اقدام نہیں کیونکہ فوج چاہتی ہے کہ ملک کی باگ ڈور عوام کے نمائندوں کے ہاتھ میں ہو۔ عوام کو اپنے نمائندوں کے انتخابات کا جمہوری حق ہونا ہے۔ ہمارے ملک میں بھی گذشتہ ۷ مارچ کو عام انتخابات ہوئے تھے لیکن ایک فریق نے اس کے نتائج کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس فریق نے انتخابات میں دھاندلی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے دوبارہ عام انتخابات کا مطالبہ کیا جس کے لیے تحریک چلائی گئی اس دوران میں یہ قیاس آرائیاں بھی کی گئیں کہ پاکستان میں جمہوریت نہیں چل سکتی لیکن میں تہہ دل سے یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک کی بقاء صرف جمہوریت میں ہے یہی وجہ ہے کہ تحریک کے دوران ہنگاموں میں ملوث ہونے سے حتی الامکان گریز کیا مسلح افواج کی یہی کوشش رہی کہ سیاسی مسائل کا سیاسی حل تلاش کیا جائے فوج نے سابق وزیر اعظم بھٹو پر زور دیا کہ وہ اپنے سیاسی مخالفین سے جلد از جلد تصفیہ کر لیں۔ اس کے لیے وقت درکار تھا چنانچہ مسلح افواج نے نظم ونسق برقرار رکھ کر یہ وقت مہیا کیا بعض حلقوں نے فوج کے کردار پر نکتہ چینی بھی کی تھی۔ لیکن ہم یہ سب کچھ اس امید پر برداشت کرتے رہے کہ قوم ہیجانی جذبات سے نکل جائے گی تو فوج کے بارے میں اس کے شکوک وشبہات دور ہو جائیں گے۔

قارئین اکرام! یہ ہیں جنرل ضیاء الحق کی ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کی تقریر کے اقتباسات

یہاں میں یہ انکشاف بھی کرنا چاہتا ہوں کہ جناب بھٹو نے دوبارہ عام انتخابات کی بجائے اپنے مستقبل کے بارے میں ریفرنڈم کرانے کا جو منصوبہ بنایا تھا وہ چوبیس گھنٹے کے اندر اس لیے اپنی موت آپ مر گیا تھا کہ فوج کی اعلیٰ کمان نے اس وقت بھی مسٹر بھٹو پر زور دیا تھا کہ ریفرنڈم نہیں دوبارہ انتخابات ہونے چاہئیں۔ کیونکہ عوام کا یہی مطالبہ ہے۔ مگر مسٹر بھٹو طبعاً جو واقع ہوئے ہیں انہوں نے دوبارہ عام انتخابات کے فیصلے سے گریز کیا تھا اس میں غالباً ان کی یہ امید کار فرما تھی کہ شاید فیڈرل سیکیورٹی فورس اور مسٹر کھر کے لشکر کے ذریعے وہ فوج کو بھی مرعوب کر لیں گے۔

میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ وہ خود فوج کے بعض اعلیٰ افسروں سے بھی ان کی ذات کے ساتھ وفاداری کی امید لگائے بیٹھے تھے۔ اور اس امید میں وہ فوج کی اعلیٰ کمان میں بعض تبدیلیاں عمل میں لانے کی بھی سوچ رہے تھے۔ لیکن انہیں اس کی مہلت نہیں ملی۔ ورنہ نہ جانے کیا صورت حال رونما ہوتی

اصل میں ہوا یہ کہ محاذ آرائی کا شوق مسٹر بھٹو کی فطرت کا ایک جز بن رہا ہے۔ چنانچہ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ ان کی بعض اعلیٰ صلاحیتیں خوبیاں اور ان کا مطالعہ اور ان کی لیاقت اس شوق کے ہاتھوں برباد ہو گئیں۔ اور قوم کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔

فیڈرل سیکیورٹی فورس کے مستقبل کے بارے میں موجودہ عبوری حکومت نے فیصلے کئے ہیں۔ وہ اس اعتبار سے لائق ستائش ہیں کہ ایف ایس ایف کا کردار ابتدا ہی سے اذیت ناک رہا ہے اور اگر اس کے سابق ڈائریکٹر جنرل مسٹر مسعود محمود کو اس خصوصی نوعیت کی فورس کی کارگزاریوں پر سے پردہ اٹھانے پر مجبور کرنے کا اہتمام کیا گیا تو مجھے یقین ہے کہ بڑی ہی دردناک اور انتہائی بھیانک داستانیں منظر عام پر آ جائیں گی۔ میں مسٹر مسعود محمود کے بارے میں فی الحال اور کچھ اس لیے نہیں کہنا چاہتا کہ وہ فوج کی تحویل میں ہیں لیکن انصاف کے نام پر میں یہ اپیل کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ایف ایس ایف نے جو کچھ کیا ہے یا اس سے کروایا گیا ہے۔

ان سب معاملات کی تحقیقات ضرور ہونی چاہیئے۔!!

فوج کی تحویل میں کون کون

برسبیل تذکرہ یہ بھی بتاتا چلوں کہ شائع شدہ اطلاعات کے مطابق ۷ جولائی تک جو سرکاری افسر فوج کی تحویل میں لیے جا چکے تھے ان میں مسٹر مسعود محمود کے علاوہ سابق کیبنٹ سیکرٹری مسٹر وقار احمد سابق ڈائریکٹر انٹیلی جینس بیورو مسٹر راؤ رشید سابق ڈائریکٹر جنرل ایف آئی اے مسٹر شیخ اکرم مشیر برائے وزارت اطلاعات پیر علی محمد راشدی اور سابق وزیر اعظم کے سابق چیف سیکیورٹی افسر سعید احمد خاں شامل ہیں۔

ان تمام حضرات کے حوالے سے میں مشورتاً یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ تحقیقات کے دوران ان سب سے مندرجہ ذیل باتوں کا پتہ چلایا جائے تو ستم رسیدہ قوم پر بڑا احسان ہوگا۔ دریافت طلب باتیں یہ ہیں (۱) ڈاکٹر نذیر، خواجہ رفیق، نواب محمد احمد خاں قصوری، اور جاوید نذیر وغیرہ کے قتل کے پیچھے کس کا ہاتھ تھا؟ (۲) حیات محمد خاں شیرپاؤ کی ہلاکت کی صحیح کہانی کیا واقعتاً وہی ہے جو دنیا کو بتائی گئی ہے؟ (۳) مولانا طفیل محمد، ملک محمد قاسم، جاوید ہاشمی مولانا عبید اللہ انور، فرید پراچہ مسعود کھوکھر اور شیخ رشید وغیرہ پر پولیس کی حوالات میں انسانیت سوز اور انتہائی مکروہ قسم کے مظالم کس کے حکم سے ڈھائے گئے، (۴) معاہدہ شملہ کے موقع پر جو سندھ میں لسانی جھگڑے کروائے گئے تھے ان کے پیچھے کس کا ذہن تھا

کارفرما تھا ؟ - (۵) ۲۳ مارچ ۱۹۷۷ء کو لیاقت باغ راولپنڈی میں قتل و خون کا بازار گرم ہوا تھا۔ اس کا ذمہ دار کون تھا ؟ - (۶) ، چوھدری ارشاد افتخار تارڑ ، میاں اسلم ، اور خواجہ خیرالدین وغیرہ کے پراسرار اغوا اور ان کا خفیہ قید و بند کا منصوبہ کس نے بنایا تھا ، اور اس پر کس نے عمل کرایا تھا ؟ - اور (۷) ، لاہور کے ضمنی انتخاب کے سلسلے میں مسٹر کھر کے جلسے میں خون کی ہولی کھیلے جانے کا حکم کس نے صادر کیا تھا ؟

چونکہ خود مسٹر غلام مصطفیٰ کھر بھی فوج کی تحویل میں ہیں لہٰذا یہ جاننا مناسب بلکہ ضروری ہوگا کہ مسٹر بھٹو کے بارے میں آخر وہ کیا قیمتی راز ہیں جو ان کے دکھ کے سینے میں محفوظ ہیں۔

قارئین کرام ! آپ بھی یہ سن چکے ہیں کہ جن سابق وزراء کو فوج کی تحویل میں لیا گیا ہے ان میں مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ ، ڈاکٹر غلام حسین مولانا کوثر نیازی ، شیخ رشید ، مسٹر ممتاز بھٹو اور جنرل (ریٹائرڈ) ٹکا خان بھی شامل ہیں۔

مسٹر حفیظ پیرزادہ چونکہ بہت ہی باخبر اور بڑے ہی بااختیار وزیر رہے ہیں لہٰذا یہ توقع بیجا نہ ہوگی کہ کم از کم وہ یہ بتا دیں کہ پتن و شام کے زلزلہ زدگان کی امداد کی کروڑوں کی رقم جو بیرونی عطیوں کی شکل میں آئی تھی ، کس طرح تقسیم ہوئی اور اس کی تفصیلات کیا ہیں - اور تربیلا بند میں خرابیوں کی کہانی کیا ہے ؟

سب سے آخر میں مگر سب سے اہم سوال جو توجہ چاہتا ہے - وہ یہ کہ حمود الرحمٰن کمیشن کی رپورٹ میں کیا تھا

شہید اپنے پیچھے ۲½ سالہ بچہ تجمل حسین ایک بیوہ ، ایک بوڑھا والد ، ایک بوڑھی والدہ ایک بھائی کو چھوڑ گیا ہے - محمد یامین شہید جمعیۃ طلباء اسلام کوٹ اَدو کا فعال کارکن تھا - ہر وقت چہرے پر مسکراہٹ رہتی تھی ملنسار خوش خلق اور نہایت ہی محنتی تھا - دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شہید کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے

آمین اور پاکستان میں نظام اسلامی قائم ہو۔ چوہدری محمد اشرف خان اور قاری نورالحق صاحب ایڈووکیٹ کوٹ ادو تشریف لائے اور شہداء کے مکانوں پر جاکر تعزیت کی اور شہداء اور زخمیوں کی فہرست ہمراہ لے گئے۔ رات ۸ بجے کوٹ ادو سے لیہ کے لیے روانہ ہوگئے۔ سید محمد صابر جعفری جنرل سیکرٹری ریلیف کمیٹی قومی اتحاد اور ان کے ہمراہ دو ساتھی کوٹ ادو تشریف لائے - اہالیان کوٹ ادو نے شاندار استقبال کیا اور جلوس کی صورت میں دفتر لایا گیا - وہاں ایک تقریب منعقد کی گئی - اور شہیدوں کے ورثاء کو پانچ پانچ ہزار مرکز کی طرف سے اور ایک ایک ہزار روپیہ کوٹ ادو کی جانب سے پیش کیا گیا - تقریب نہایت رقت آمیز تھی - جب محمد یامین شہید کے والد کو چھ ہزار روپیہ دیا گیا تو سید محمد صابر جعفری صاحب کے بھی برداشت نہ ہو سکا - اور وہ بھی رو پڑے - رات آٹھ بجے وفد لیہ کے لیے روانہ ہو گیا - وفد کو پُر جوش نعروں کی

زاہد الراشدی

بیلٹ بکس پر عوامی اعتماد کا فقدان

مجرم کون؟

پاکستان میں بیلٹ بکس ابھی تک وہ اعتماد کیوں حاصل نہیں کر سکا جو ایک جمہوری ملک میں اسے ملنا چاہیے؟ یہ سوال نزاکت کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ اہم اور ناگزیر بھی ہے کہ پاکستان میں سیاست و جمہوریت کے مستقبل کا انحصار اس سوال پر ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج سیاسی شعور رکھنے والے ہر شخص کو بیلٹ بکس کے تقدس اور اعتماد کا سوال پریشان کیے ہوئے ہے۔

یہ بات درست ہے کہ پاکستان میں جمہوری عمل ابھی تجرباتی دور سے گذر رہا ہے اور یہاں جمہوریت کی جڑیں ابھی اتنی مضبوط نہیں ہوئیں کہ کسی مضبوط تحفظ اور سہارے کے بغیر جمہوری عمل کی گاڑی خود بخود اپنی منزل کی طرف بڑھ سکے لیکن اس تجرباتی دور میں جو روایات قائم ہوئی ہیں اور جمہوریت کے نام سے جمہوریت کشی کے جو مناظر سامنے آئے ہیں وہ جمہوریت و سیاست کے بارے میں کوئی مثبت تاثر قائم کرنے میں مدد نہیں دیتے یہ کس قدر بدقسمتی کی بات ہے کہ قیام پاکستان کے بعد سے اب تک جتنے انتخابات ہوئے ہیں ان میں عوامی اعتماد و قبولیت صرف ان انتخابات کو حاصل ہوئی جو ۱۹۷۰ء میں فوج کی نگرانی میں ہوئے اور اب بھی حکومت اور قومی اتحاد کے مابین مذاکرات میں متعدد تحفظات طے ہونے کے باوجود عوام کو انتخابات کے غیر جانبدارانہ و منصفانہ انعقاد کے بارے میں تسلی اس وقت ہوئی جب پاک فوج نے ملک کا نظم و نسق سنبھال کر اپنی نگرانی میں انتخابات کرانے کا اعلان کیا پاک فوج کے لیے احترام و اعتماد کے تمام تر دلی جذبات کے باوجود کسی بھی جمہوری ملک میں سیاسی و جمہوری عمل کی نشو و نما کے لیے صحیح فوج کی طرف عوام کی نگاہیں اٹھنا کوئی خوشگوار اور فطری روایت نہیں ہے اس لیے آج سب سے اہم، نازک اور قابل توجہ مسئلہ یہ ہے کہ کیا ہم اس ناخوشگوار روایت سے گلو خلاصی نہیں کرا سکتے؟ اور کیا جب بھی انتخابات کا مرحلہ درپیش ہوگا جی۔ایچ۔کیو عوام کی تمناؤں اور آرزوؤں کا محور ہو کر رہ جائیگا۔

اگر تھوڑی دیر کے لیے ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ اس صورت حال کے پس منظر اور تہ منظر پر غور کیا جائے تو بیلٹ بکس پر عوامی اعتماد کے فقدان کی پشت پر دو محرک واضح طور پر نظر آتے ہیں اور اگر ہم ملک میں صاف ستھری سیاست اور بامقصد جمہوریت کے مستقبل کو روشن دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں تمام تر مصلحتوں سے بے نیاز ہو کر ان دونوں محرکات کو استعداد جرم سے محروم کرنا ہوگا۔ ورنہ گستاخی معاف سنگینوں کے سائے میں ووٹ ڈالنے کی روایت نے اگر قرار پکڑ لیا تو اس کے نتیجے میں جو کچھ قائم ہوگا اسے اور تو شاید سب کچھ کہہ لیا جائے لیکن جمہوریت یا سیاست کے مقدس عنوانات سے تعبیر نہیں کیا جا سکے گا۔ ان دو محرکات میں سب سے پہلا اور بنیادی محرک ہماری سول انتظامیہ کا وہ نو آبادیاتی مزاج ہے جو آزادی کے تیس سال گذر جانے کے باوجود مائل بہ تغیر نہیں ہوا بلکہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اس کی "شاہ پرستی" اور "مردم بیزاری" میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے سول انتظامیہ کے ۹۵ فی صد کارپردازان ابھی تک اپنے آپ کو یہ باور نہیں کرا سکے کہ ان کی ملازمت اور وفاداری کا تعلق حکمران گروہ کے ساتھ نہیں بلکہ قوم اور قانون و آئین کے ساتھ ہے یہی وجہ ہے کہ قدم قدم پر ہمیں یہ دل خراش مناظر دیکھنا پڑتے ہیں کہ انتظامیہ کے افسران حکمران کی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لیے عوامی رجحانات، قانون و آئین کے تقاضوں حتیٰ کہ بسا اوقات انسانیت و شرافت کی حدود کو پامال کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور اسے "وفاداری"، "ملازمت" اور "حکم کی تعمیل" کے عنوان سے تعبیر کر کے دل کے بہلانے کا سامان کر لیا جاتا ہے۔

ہم اس منطق کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ انتظامیہ حاکم وقت کے سامنے بے بس ہوتی ہے کیونکہ اگر انتظامیہ کے پچاس فی صد ذمہ دار آفیسر بھی یہ طے کر لیں کہ وہ قانون و آئین کے خلاف حاکم وقت کی کوئی ہدایت قبول نہیں کریں گے اور حکمران گروہ اور عوام کے مفادات میں ٹکراؤ کی صورت میں عوامی مفاد کو ترجیح دیں گے تو خود حاکم وقت خواہ وہ کس قدر قوت و حشمت کا مالک ہوا

کی اصول پرستی کے سامنے بے بس ہو کر رہ جاتا ہے یہ تسلیم کہ ایسا کرنا انتظامیہ کے بہت سے افسران کے لیے آسان نہیں ہے اس کے لیے انہیں بہت کچھ قربان کرنا پڑے گا، مفاد و مصلحت کی بجائے۔ فرض و ایثار کی راہ پر چلنا ہوگا اور شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ ترک کر کے سادگی اور قناعت اختیار کرنا پڑے گی لیکن قوم اور وطن کی محبت بھی تو آخر کوئی چیز ہے؟ کیا قوم کے خزانہ سے تنخواہ اور مراعات حاصل کرنے والے افسران وطن اور قوم کی خاطر اتنی قربانی بھی نہیں کر سکتے

بیلٹ بکس پر عوامی اعتماد

کا دوسرا محرک ثانوی حیثیت رکھنے کے باوجود صلاحیتِ کار“ کے لحاظ سے پہلے سے بھی زیادہ سنگین اور خطرناک ہے اور وہ ہے ابن الوقت اور مفاد پرست سیاستدانوں کا وہ ”مشخص ومعین“ طبقہ جس کی سیاست کا مقصد وطن اور قوم کی خدمت نہیں بلکہ گروہی و ذاتی مفادات کا تحفظ اور حصول ہے اور جن کی تمام تر سیاسی سرگرمیاں اسی ایک محور کے گرد گھومتی ہیں وہ اپنے اس مقصد کے لیے نہ صرف ہمیشہ برسرِ اقتدار پارٹی سے چمٹے رہنے میں عافیت محسوس کرتے ہیں بلکہ اپنے علاقہ کے انتظامی افسران کو دباؤ، رشوت اور دیگر ذرائع سے ظلم وستم پہ آمادہ رکھنے میں بھی وہ بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ان ”سیاستدانوں“ کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ سیاسی شعور ان کو چھو کر بھی نہیں گذرا انتظامیہ کی مدد اور غنڈہ گردی کی ذاتی و گروہی صلاحیتوں کے سہارے قانون ساز اسمبلیوں میں پہنچنے والے ان افراد میں سے بیشتر کو یہ شعور تک نہیں ہوتا کہ ”قانون سازی“ کس بلا کا نام ہے قانون کیوں بنتا ہے اور اس کے کیا تقاضے ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود بہت سی سیاسی پارٹیاں انتخابات میں ایسے افراد کا چناؤ کرتی ہیں اس لیے نہیں کہ وہ سیاست و قانون کے ماہر ہیں بلکہ صرف اس لیے کہ وہ پیسے زیادہ خرچ کر سکتے ہیں، ان کے پاس موثر غنڈوں کی فوج ظفر موج موجود ہے۔ اور وہ علاقہ کے افسروں پر لالچ اور دباؤ کا ہتھیار استعمال کرکے انہیں زیادہ سے زیادہ استعمال کر سکتے ہیں ہم اس عمل کو ”قومی جرم“ قرار دے کر یقیناً کسی غلطی کا ارتکاب نہیں کریں گے اور اکا دکا نظریاتی جماعتوں کو مستثنیٰ کرکے کوئی بھی سیاسی جماعت اس ”مجرمانہ رجحان“ سے گریزاں دکھائی نہیں دیتی۔

ہمارے خیال میں ان دونوں محرکات کو یکجا کرکے اسے جمہوریت وسیاست کے خلاف ”انتظامیہ اور مفاد پرستانہ سیاست کا گٹھ جوڑ“ قرار دینا زیادہ مبنی برانصاف بات ہوگی اور جب تک اس ”گٹھ جوڑ“ کا خاتمہ نہیں کیا جاتا اس ملک میں نہ سیاست پنپ سکتی ہے اور نہ جمہوریت اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکتی ہے اگر مسئلہ صرف سالِ رواں کے ماہ اکتوبر میں ہونے والے انتخابات کا ہوتا تو ہم بھی ان چند تجاویز پہ اکتفاء کر لیتے کہ

۱۔ چیف الیکشن کمشنر کو زیادہ سے زیادہ اختیارات دیے جائیں

۲۔ الیکشن کمیشن کو مستقل عملہ دیا جائے۔

۳۔ ہر پولنگ سٹیشن پر خصوصاً دیہاتی حلقوں میں غنڈہ گردی کے سدباب کے لیے فوجی جوانوں کی معقول تعداد متعین کی جائے۔

۴۔ الیکشن کے علاوہ کسی کو نتائج کے اعلان کا اختیار نہ دیا جائے

۵۔ چیف الیکشن کمشنر کی مشاورت کے لیے انتخابات میں حصہ لینے والی تمام سیاسی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل مشاورتی کمیٹی قائم کی جائے

۶۔ انتخابی مہم میں ابلاغ عامہ کے سرکاری ذرائع ابلاغ سے تمام جماعتوں کو

باقی صفحہ ۱۵ پر

رپورٹنگ: عمیر الھاشمی

تین سوال

تین راہ نما

گرفتاری کے وقت آپ کے جذبات کیا تھے؟

دورانِ اسارت کس قسم کے خیالات آتے رہے؟

رہائی کے موقع پر آپ کیا محسوس کر رہے تھے؟

۱۔ مولانا محمد زکریا صاحب۔

۲۔ محمد زمان خان اچکزئی

۳۔ حافظ حسین احمد

۱۔ مولانا محمد زکریا جن کا نام آتے ہی جرأت و عزیمت کی بے شمار داستانیں ذہن و دماغ کی فضا میں گردش کرنے لگتی ہیں۔ جو سنگینوں کے سائے، بندوقوں کی نالیوں اور فوجیوں کے مسلسل انتباہ کے باوجود موت کی دہلیز پار کرتے رہے۔ انہوں نے تحریک نظامِ مصطفٰے کے سلسلے میں ایسی پامردی اور ہمت کا مظاہرہ کیا کہ اسلاف کی یاد تازہ کر دی۔

جب ان سے پہلا سوال کیا گیا تو فرمانے لگے کراچی میں مارشل لاء نافذ تھا۔ بھٹو کراچی کے عوام کو بالکل (CRUSH) کرنا چاہتا تھا۔ ظلم و تشدد کی انتہا ہو چکی تھی اور جلسے اور جلوسوں کا تصوّر ہی موت کے مترادف تھا لیکن قومی اتحاد نے حکم دیا کہ مَیں اپنے ہمراہیوں جناب ڈاکٹر مبین اختر، مولانا غوث محمد جیلانی کے ساتھ جامع مسجد باب الاسلام سے مظاہرے کی قیادت کروں۔ حکم ملتے ہی موت کی تیاری کی۔ گھر سے موت سے ہم آغوش ہونے کے لیے تیار ہو کر گیا۔ صرف آخرت کا خیال تھا۔ خوف تھا تو یہ کہ کہیں گناہوں کے ساتھ موت نہ آ جائے۔ اور تمنا صرف اتنی کہ خدا تعالیٰ معاف فرما دیں، چونکہ موت یقینی تھی۔ اس لیے دل یادِ خدا سے معمور تھا۔ گھبراہٹ قطعاً نہیں تھی۔ ذہن میں صرف اتنی بات تھی کہ گولی لگے گی اور فوراً نیچے گر کر ٹھنڈے ہو جائیں گے۔

مظاہرہ شروع ہونے پر فوجیوں نے مسجد کے سامنے ایک ڈوری کی حد بنائی اور کہا کہ اگر کراس کو عبور کرو گے تو گولی مار دی جائے گی۔ سپاہی پوزیشن لیے ہوئے تھے۔ میں نے صورتِ حال دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو ساتھ لیا۔ اور عوام سے کہا کہ آپ ہمارے پیچھے ہرگز نہ آئیں۔ آج کی شہادت ہمارا حصّہ ہے۔ لہٰذا خدا سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے ہوئے اور اس کا نام بلند کرتے ہوئے مَیں اور میرے ساتھی ڈوری (رسّی) پھلانگ کر عبور کر گئے۔ لیکن گولی چلنے کی آواز پھر بھی سنائی نہ دی۔ بلکہ فوجی جوان رسّی کو پکڑ کے آگے کھڑے ہو گئے۔ اور انتباہ کیا کہ اگر اب رسّی عبور کی تو گولی مار دی جائے گی۔ لیکن ہم اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے اور گرد و پیش سے بے نیاز۔ ہم نے اللہ کا نام بلند کیا اور حد کو پھلانگ گئے۔ بندوقیں پھر بھی خاموش رہیں۔ پھر تیسری حد بنائی اور پہلے کی طرح سختی سے خبردار کیا، لیکن ہمیں حکم یہ تھا کہ ہم نے جامع مسجد باب الاسلام بنس روڈ سے جیکب لائن تک احتجاجی مظاہرہ کرنا ہے۔ لہٰذا ہم ہر صورت میں اپنی منزل تک جانا چاہتے تھے۔ لہٰذا تیسری بار خبردار کرنے کے باوجود ہم حد کو پھلانگ گئے۔ عوام جذبات سے نعرے لگا رہے تھے۔ فوجی جوانوں نے رسیاں پھینک دیں اور ہمیں پکڑ کر جیپ میں بٹھا دیا۔

ہمارے اپنے جذبات کا یہ عالم تھا کہ جب جیپ میں بٹھا کر فوجی جوان لے جا رہے تھے اس وقت بھی ہم یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے جیکب لائن جانا ہے

(۲)

دوسرے سوال کے سلسلے میں فرمایا:

مجھے نہ اس بات کی خوشی ہوئی کہ مَیں زندہ رہا اور نہ ہی اس بات کا افسوس یا غم کہ شہید کیوں نہ ہو گیا۔ تمام تر خیالات تحریک کے سلسلہ میں آتے رہے۔ تحریک کی کامیابی کے لیے سوچتا رہا۔ کبھی کبھی مدرسہ کے انتظام کا خیال بھی آتا تھا۔ گھر والوں کا کبھی کوئی خیال نہیں آیا صرف اتنا کہ کبھی ان کو گرفتار نہ کر لیا جائے کیونکہ ایک رات گھر پر چھاپہ مارا گیا اور گھر والوں کو پریشان کیا گیا۔ تو اندیشہ قوی ہو گیا۔ تاہم یہ خیال وقتی اور عارضی تھا۔

جیل کی روٹین (ROUTINE) کے بارے میں مولانا نے بتایا کہ میرا زیادہ وقت تلاوت

مراقبہ، اخبارات و رسائل کا مطالعہ اور گاہے گاہے حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ میں وقت صرف ہوتا ہے۔ مولانا دو ماہ تیس دن کراچی سنٹرل جیل میں رہے۔ وہ جیل کے نظام سے قطعاً متنفر ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میرے بس کی بات ہو تو ان تمام ضوابط کو تبدیل کر دوں جن کی بنا پر ملزم مجرم اور مجرم عادی مجرم بن جاتے ہیں۔ جیل میں اخلاقی مجرموں اور سیاسی قیدی جو سی کلاس میں ایام قید بسر کرتے ہیں ان سے جیل حکام کا رویہ ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ جیل میں ان سے جو کام لیا جاتا ہے وہ ان کو مزید جرم پر اکساتا ہے۔ اس کی بجائے وہاں کوئی ہنر سکھایا جائے تو قیدیوں کی اصلاح کے علاوہ حکومت کا فائدہ بھی ہو سکتا ہے۔ قتل کے مجرموں کے ساتھ نہایت ہی بُرا سلوک کیا جاتا ہے۔ چار پانچ سال انکی تفتیش میں لگ جاتے ہیں اور سیشن فیصلہ دیتا ہے تو اہل خانہ اپیل کر دیتے ہیں۔ مقدمہ سالوں چلتا ہے۔ اہل خانہ مقروض ہو جاتے ہیں اور ملزم فیصلہ سے پہلے ہی سزا بھگتتا ہے۔ پاکستان بن جانے کے بعد بھی یہ انگریزی غیر منصفانہ طریقہ رائج ہے جس سے میری طبیعت پر بہت بُرا اثر ہوا۔ جیل کے عملہ کا حال یہ ہے کہ متعلقین جب کسی قیدی کو خواہ وہ سیاسی ہی کیوں نہ ہو کوئی سامان پہونچانے آئیں تو ان سے رشوت لی جاتی ہے۔ سی کلاس کے قیدیوں کی حالت بہت ابتر ہوتی ہے۔ بیت الخلا بالکل کھلے اور پانی کی انتہائی قلت۔ یہاں تک کہ سیاسی قیدیوں کو وضو کے لیے پانی بھی مطلوبہ مقدار میں فراہم نہ کیا جا سکا۔

(۳)

رہائی کے وقت کوئی خاص تصورات نہیں تھے۔ کیونکہ رہائی کے آثار دو تین روز پہلے نمایاں ہو گئے تھے۔ میں نے ساتھیوں سے کہا کہ جب تک تمام کارکن رہا نہ ہو جائیں اس وقت تک ہم رہا نہیں ہوں گے۔ مگر ساتھیوں کے فیصلے کے مطابق مرکزی کونسل کی طرف رجوع کیا اور دو روز بعد مرکزی کونسل کے حکم کے مطابق ہم نے رہائی کو قبول کیا۔ ہماری طبیعت جیل میں اس قدر لگ گئی تھی کہ ساتھیوں کے رہائی سے متعلق پوچھنے پر میں کہا کرتا تھا کہ مجھے لفظ رہائی سے وحشت ہونے لگی ہے۔ جب بھی رہائی کی بات ہوتی تو میں کہتا کہ جب تک ہمارے تمام مطالبات منظور نہ کیے جائیں اس وقت تک ہمیں رہا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ہم فاتحانہ انداز میں جیل سے باہر آنا چاہتے تھے۔ مگر افسوس کہ بغیر مذاکرات کی فائل پر دستخط ہوئے ہم کو رہا کر دیا گیا۔

حاجی محمد زمان خان اچکزئی

پاکستان قومی اتحاد بلوچستان کے صدر ہیں اور سابق سینیٹر۔ پہلے سوال کا جواب اس طرح دینے لگے کہ میں نے صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات (۱۰ مارچ) کے بائیکاٹ کے موقع پر محسوس کیا تھا کہ میں گرفتار ہونے والا ہوں۔ تحریک کا اعلان ہوتے ہی ۱۳ مارچ کی شب پولیس میرے گھر (گلستان) آئی۔ میرا لڑکا جو میڈیکل کالج کا طالب علم ہے باہر آیا تو پولیس نے بتایا کہ ہمیں خان صاحب کو گرفتار کرنا ہے۔ لڑکے نے مجھے اطلاع دی تو میں نے کہا کہ ان سے وارنٹ معلوم کریں۔ پولیس نے کہا کہ مجسٹریٹ ساتھ ہے۔ میں ذہنی طور پر پہلے سے تیار تھا لہٰذا بغیر کچھ کہے سنے ان کے ساتھ ہو لیا۔

(۲)

خان صاحب دوسرا سوال سن کر کہنے لگے مجھے کسی قسم کا کوئی افسوس یا غم نہیں ہوا۔ میں نے گرفتاری کے وقت خدا تعالیٰ سے کہا کہ میں صرف تیری رضا کے لیے جیل آیا ہوں لہٰذا میرے مال، اولاد کی حفاظت تیرے ذمہ ہے۔ میرا یقین ہے کہ جو اللہ کی راہ میں نکلتا ہے خدا تعالیٰ اسکی مدد فرماتا ہے۔ میں خوشی محسوس کر رہا تھا کہ شاید میری یہ معمولی سی قربانی میری نجات کا سبب بن جائے۔

(۳)

تیسرے سوال پر ہنستے ہوئے کہنے لگے: "جیل سے رہائی کے وقت خوشی ایک فطری جذبہ ہے۔ یہاں تک کہ اگر ایک پرندہ کو بھی پنجرا سے آزاد کیا جائے تو وہ بھی مسرت اور نئی زندگی محسوس کرتا ہے۔ اگرچہ بنیادی حقوق کی معطلی اور ہنگامی حالات کی وجہ سے پورا ملک ایک جیل خانہ ہے تاہم جیل سے باہر اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کی جا سکتی ہے لڑا اور مرا جا سکتا ہے۔ اس لیے قید سے رہائی مقید رہنے سے قابل ترجیح ہے۔ دورانِ اسارت مذاکرات کی بنا پر خوشی محسوس کرتا کہ شاید ہم بحران سے نکل رہے ہیں۔ قید کے دوران میرے بدن پر ورم آگیا تھا۔ لہٰذا جیل سے رہائی پر مجھے خوشی محسوس ہوئی۔

حافظ حسین احمد

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے سابق صدر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے ناظم اطلاعات اور اب پاکستان قومی اتحاد کے ہردلعزیز جواں سال راہنما ہیں۔ کوئٹہ کا یہ باغ و بہار نوجوان آج بلوچستان قومی اتحاد کا روحِ رواں سمجھا جاتا ہے۔ حافظ صاحب کو جاننے اور دیکھنے والے کہتے ہیں کہ یہ نوجوان مستقبل میں بلوچستان کی سیاست میں اہم رول ادا کرے گا۔ جماعتی حلقے گمان کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس نوجوان سے کوئی اہم کام لیں گے۔ حلقۂ احباب میں کہا جاتا ہے کہ عصر حاضر میں سید شمس الدینؒ حافظ حسین احمد کے روپ میں پھر میدان عمل میں کود چکا ہے اور اب ظالموں، غاصبوں اور لٹیروں کی شام ہونے والی ہے اور صبح مسرت کا خورشید عنقریب طلوع ہونے والا ہے۔

حافظ حسین احمد صاحب جو تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں تقریباً

دو ماہ پس دیوارِ زنداں رہے سے جب پہلا سوال کیا تو کہنے لگے کہ گرفتاری کے وقت میں نے دل و دماغ کی فضا میں کوئی ارتعاش محسوس نہیں کیا کیونکہ میں ذہنی طور پر پہلے سے تیار تھا۔ جب تحریک کے شروع ہونے کا اعلان کیا تو ۱۳ مارچ کی شام کو بلوچستان قومی اتحاد کے تمام رہنما گرفتار کرلیے گئے۔ تاکہ بلوچستان میں تحریک شروع نہ ہوسکے۔ تحریک استقلال کے رہنما جناب خدائے نور نے مجھے ٹیلی فون کیا کہ پولیس میرے گھر پہ آچکی ہے۔ میں گرفتار ہو رہا ہوں۔ تمام لوگ گرفتار ہوچکے ہیں اور لسٹ میں تمہارا نام بھی ہے۔ لہٰذا آپ ابھی گرفتار نہ ہوں بصورت دیگر جلوس وغیرہ نہیں نکل سکتا۔

لہٰذا میں اِدھر اُدھر ہوگیا۔ ۱۶ مارچ کو ہم نے قندھاری جامع مسجد سے جلوس کا انتظام کیا۔ میں جب مسجد سے باہر نکلا تو ایف ایس ایف نے جلوس کو گھیر لیا۔ اور میرے سینے پر سنگین لگادی کہنے لگے کہ "آپ غیر قانونی کام کر رہے ہیں اسکی سزا معلوم ہے"؟ میں نے کہا: ہم دفعہ ۱۴۴ ایسے قانون کو تسلیم نہیں کرتے اور اسکی خلاف ورزی کے لیے ہی جلوس نکال رہے ہیں اور سزا جانتے ہوئے بھی خود کو پیش کر رہے ہیں۔ میرے گلے میں قرآن مجید تھا۔ ایف ایس ایف کے نوجوانوں نے چھیننے کی کوشش کی۔ لیکن میں نے کہا کہ میں آپ لوگوں کو نہیں دے سکتا۔ میرے اس رویہ پر وہ برہم ہوگئے اور پکڑ کر تھانے لے گئے۔

(۲)

گرفتاری کے فوراً بعد ہمیں سٹی تھانہ کوئٹہ لے جایا گیا۔ میں نے سٹی انچارج سے ریڈیو طلب کیا اور جب خبریں سنیں تو معلوم ہوا کہ سالار قافلہ حریت مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحب بھی گرفتار کرلیے گئے۔ اس پر میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ میں اپنے قاید کی گرفتاری کی خبر سننے کے لیے باہر نہیں ہوں، بلکہ خبر سننے سے پہلے ہی گرفتار ہوگیا۔ میں جیل سے باہر ہوتا تو شاید یہ خبر مجھ سے نہ سنی جاسکتی۔

جیل میں دوسرا خیال یہ آتا رہا کہ کاش! میں جیل سے رہا کر دیا جاؤں اور پھر باہر جاکر تحریک میں حصّہ لوں اور پھر گرفتار کر لیا جاؤں، پھر رہا ہوجاؤں اور پھر تحریک میں حصّہ لوں۔ اور گرفتار ہو جاؤں۔ پھر رہا ہوں، پھر گرفتار ہو جاؤں۔ اس وقت تک جب تک ہمارے تمام مطالبات تسلیم نہیں کر لیے جاتے۔ میرا یہ احساس ہر روز صبح اخبار پڑھنے کے بعد اور افزوں ہوجاتا۔ ہر وقت تحریک کے متعلق خیالات ذہن کی فضا میں گردش کرتے۔ گھر کے بارے میں کبھی کوئی خیال نہیں آیا۔ حالانکہ میرے گھر پر میرے کمسن بچے کے علاوہ کوئی مرد نہیں۔ تاہم احباب نے گھر میں کسی قسم کی پریشانی نہ ہونے دی۔

گرفتاری سے قبل میری ہمشیرہ سخت بیمار تھیں۔ لیکن میں ان سے ملنے صرف اس لیے نہ گیا کہ شاید وہ گرفتاری سے منع کردیں۔ جیل میں خیال آیا تو یہ احساس پیدا ہوا کہ شاید ان کا انتقال ہوگیا ہوگا، لیکن رہائی کے بعد گھر آنے پر معلوم ہوا کہ وہ بفضلہ تعالیٰ بخیر ہیں۔

جیل میں احباب اور رفقاء کی موجودگی میں کسی قسم کی کوئی بوریت نہیں ہوئی۔ بلکہ درس، تقاریر، کھیل کود اور ذہنی مزاح کا پروگرام چلتا رہتا جس کی وجہ سے جیل کی دیواریں بھی ہم سے مانوس ہوگئی تھیں۔

(۳)

رہائی سے متعلق جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ کوئی خوشی نہ تھی۔ بلکہ میرا یہی خیال دامن گیر تھا کہ باہر جاکر اتنی جدوجہد کروں کہ یا تو مطالبات تسلیم ہوجائیں یا دوبارہ قید کر لیا جاؤں۔

ویسے بھی میں تحریک کے سلسلے میں دو مرتبہ گرفتار اور رہا ہوا ہوں۔ پہلی گرفتاری ۱۶ مارچ کو عمل میں آئی اور رہائی ۱۹ اپریل کو ہوئی۔ اس موقع پر رہائی کے لیے یہی جذبہ تھا۔ جبکہ دوسری گرفتاری کا ڈرامہ یہ ہوا کہ جمعیۃ طلباء اسلام بلوچستان کی طرف سے ایک جلوس کا پروگرام تھا اور ایک سوزوکی پر اعلان ہو رہا تھا۔ سوزوکی کو تو پولیس والے پکڑ کر لے گئے۔ جمعیۃ طلباء اسلام کے دوستوں نے کہا کہ ہماری سوزوکی چھڑا کر لائیں۔ یہ ۱۱ مئی کا دن تھا۔ میں تھانہ گیا تو انچارج نے کہا کہ تشریف رکھیں۔ بہتر ہوا کہ آپ خود ہی آگئے۔ آپ کے وارنٹ ہیں۔ ہمیں آپ کے گھر جانا پڑتا۔ دوسری بار رہائی ۱۱ جون کو عمل میں آئی۔

اس بار رہائی کے موقع پر مذاکرات کی وجہ سے جیل میں پہلے ہی محسوس ہوگیا تھا۔ لہٰذا کوئی خاص جذبات نہیں تھے۔ صرف یہ کہ ہمارے مطالبات جلد تسلیم کرلیے جائیں یا ہمیں گرفتار کرلیا جائے۔

بقیہ: مجرم کون ہے؟

یکساں طور پر نمائندگی دی جائے اور ان جیسی دیگر تجاویز جو مختلف حلقوں کی طرف سے سامنے آرہی ہیں۔ لیکن مسئلہ صرف اکتوبر میں ہونے والے انتخابات کا نہیں بلکہ سیاست و جمہوریت کے مستقبل اور سنگینوں کے سائے سے ووٹ اور بیلٹ بکس کو نکالنے کا ہے اس لیے ہم ان محرکات کا ذکر کیے بغیر نہیں نہیں رہ سکتے جنہوں نے ملک و قوم کو اس حالت تک پہنچایا ہے اور اگر حکومت، انتظامیہ اور سیاسی جماعتوں نے مصلحتوں اور وابستگیوں سے بے نیاز ہوکر خالصتاً قومی و ملکی محبت و مفاد کے جذبہ کے ساتھ ان محرکات کی راہ روکنے کی کوشش نہ کی تو خاکم بدہن اکتوبر کے انتخابات بھی بے یقینی اور بے اعتمادی کے اس بحران کی سنگینی میں کمی نہ کرسکیں گے۔

جس نے صرف آدھے ملک کو چاٹ لیا ہے بلکہ قوم کے مختلف طبقات کے درمیان بے اعتمادی اور منافرت کی ایسی فضا قائم کردی ہے جو ہزاروں شہریوں سے لہو کی بھینٹ وصول کرلینے کے باوجود ابھی تک خونی جبڑے کھولے ہوئے ہے اللہ تعالیٰ ملک، قوم، سیاست اور جمہوریت کو "شاہ پرستی"، "مردم بیزاری"، اور "ابن الوقتی" کے نرغے سے نجات عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین

شاہ ولی اللہؒ کی حکمتِ عملی اور فلسفہ!

مفسّر، محدّث، مفکّر، مقنّن، مدبّر اور ایک مصلح کے لیے بے مثل رہنمائی۔

تحریر: ضیاالرحمٰن فاروقی سمندری لائلپور

قرآنی مضامین

فقہاءِ عظام نے قرآن کریم اصولِ فقہ میں پہلے درجے پر رکھا ہے اور ظاہر ہے کہ فقیہہ کا موضوع صرف اوامر و نواہی اور مسائل و احکام ہیں۔ اس تخصیص کا یہ اثر ہوا کہ ایک عالم صرف انہی احکامات کو سمجھتا اور قرآن کریم کے باقی مضامین سے پہلوتہی کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کی تفسیر صرف یہی مسائل رہ گئے اور مبلّغین و مقررین نے صرف مسائل اور قصص کو اپنی تبلیغ کا موضوع بنایا۔ شاہ صاحب نے ان کے علاوہ وہ معاشرتی سیاسی اور معاشی مسائل کو موضوعِ تفسیر بنایا۔

٢۔ مفسرین نے قرآن کی بعض آیات کو خاص واقعہ کے سبب نزول کے باعث خاص تخاطب پر ہی محمول کیا (اگرچہ فقہاء نے عمومیّت کا قول کیا)۔ مثلاً یہ آیت ابوجہل کے حق میں ہے۔ اس میں اہل بیت کے فضائل مراد ہیں۔ یہ عبداللہ بن ابیّ منافق کے متعلق ہے، یہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی فضیلت میں اتری۔

ہاں۔ مگر شاہ صاحب نے الفوز الکبیر میں اسکی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ :

آیات احکامات کا مطلب انسانوں کی اجتماعی بداخلاقیاں اور بد اعمالیاں مراد ہیں مثلاً اگر کسی آیت سے غیر صریح طور پر حضرت ابوبکر صدیق کی فضیلت معلوم ہوتی ہے تو عمومیت کا تقاضا یہ ہوگا اس سے ہر اس شخص کی فضیلت مراد ہے جو ان محاسن کا حامل ہے اور اگر کسی آیت سے کنایۃً عبداللہ بن ابی مراد ہو تو بطور تخاطب عامہ کے "ہر اس شخص پر صادق ہوگی جو ابن ابی ایسے کردار کا حامل ہو گا۔"

اس اصول سے جہاں جامعیّت قرآن کا نیا اصول نکلے گا وہاں ہر عہد اور ہر دور کے لیے اس کتاب کے احکامات موزوں طریقے سے نصب کیے جاسکیں گے۔

٣۔ قرآن میں انبیاء کے قصّے مکرّر سے کرّ موجود ہیں۔ انسان ان واقعات کو جب بے ترتیبی کے ساتھ دیکھتا ہے تو کتابِ الٰہی کے اس شیرازے پر تعجب کرنے لگتا ہے۔

لیجیے شاہ صاحب نے تمام کتب الٰہیہ کے لیے تین اصول مقرر کر دیئے اور اب آپ کو یہ تعجب قطعاً نہ ہو گا۔ خدائی حکمتوں کے لاتناہی اجزاء آپ کے سامنے بے حجاب ہوجائیں گئے

(الف) التذکیر بالآر اللہ (ب) التذکیر بایام اللہ (ج) تذکیر بما بعد الموت۔

الف۔ خدا کی نعمتوں کو یاد کرنا (ب) گذرے ہوئے ایام کو یاد کرنا۔ (ج) اور موت کے بعد کی زندگی پر غور کرنا

١۔ خدائی نعمتوں کی یادگیری کے لیے مفسّر کو علوم طبعیات کا ماہر ہونا چاہیئے تاکہ آلآر اللہ کی تشریح کر سکے۔ (شاہ صاحب نے اپنی کتاب سطعات میں خدائی نعمتوں سے مفصل بحث کی ہے۔)

٢۔ تذکیر بایام اللہ کو فقط ایک مورّخ اور تاریخ دان فلسفی ہی حل کر سکتا ہے کہ ایک قوم کس طرح بڑھی اور گری

٣ تذکیر بالموت و مابعد الموت میں سب سے

٣۔ پہلے زندگی کی حقیقت و ماہیّت اس کا مقصد و نتائج۔ موت کے بعد کے ثمرات کا یاد دلانا مقصود ہوتا ہے۔ اس مسئلے کو الٰہیات کا بڑا عالم ہی سمجھ سکتا ہے۔

یوں سمجھیے کہ قرآن کے تمام واقعات مذکورہ تینوں جہتوں سے خالی نہیں۔ اگر پہلے ایک واقعہ آپ نے دیکھا تو ضرور وہ تذکیر بالآر اللہ یا دوسرے دونوں اجزاء میں سے کوئی جز باور کرانا چاہتا ہے۔

اسی طرح دوسری اور تیسری مرتبہ ذکر کیا ہوا واقعہ علیحدہ علیحدہ مقاصد کی تشریح میں آتا جاتا ہے۔

حاصل یہ ہوا کہ انبیاء علیہم السّلام کے واقعات سے عقلی طور پر خدا کی نعمتوں کی یاددہانی کرائی گئی ہے۔ یا ماضی کے سنگین حالات پر عبرت کا سبق دیا گیا ہے یا موت کے بعد والی زندگی کو پہلی زندگی کے مقابلے میں اعلیٰ ثابت کیا گیا۔

شاہ صاحب نے قرآن کے تین مضامین مذکورہ کے بعد چوتھا مخاصمہ قرار دیا ہے کہ یہ کلام پاک یہود و نصاریٰ، مشرکین اور منافقین کا مخاصم ہے۔

الف۔ ایک جماعت جو اپنے آپ احکام الٰہیہ کی پابندی مان لیتی ہے۔ پھر اس ملت کے متبعین کے لیے مرکز کا کام دیتی ہے۔ اس جماعت کی خرابی سے ساری ملت برباد ہو جاتی ہے۔ ان کی مثالیں یہود و نصاریٰ سے مخاصمہ کر کے واضح کر دی گئیں۔

(ب) ایک جماعت جو عقلی اصول پر اپنی ترقی تجویز کر لیتی ہے وہ اپنے مسلمہ اخلاق کی پابندی کو ترک کر کے کس طرح برباد ہوتی ہے۔ اس کی توضیح مشرکین کے مناظرے میں آئے گی۔

(ج) ایک شخص جو اپنے آپ کو کسی مذہب کا پابند سمجھتا ہے۔ پھر تساہل اور تہاون سے ان احکام کو پورا نہیں کرتا۔ اس کی غلطیاں منافقین کے مناظرے سے واضح ہونگی۔

شاہ صاحب کی توضیح سے معلوم ہوا کہ مخاصم قرآن کے اہم مقاصد میں سے ہے۔

مگر دیکھیے کہ ایک فقیہہ ان تمام مخاصمات کو پڑھ کر یونہی گذر جاتا ہے۔

شاہ صاحب نے قرآن کو مندرجہ بالا پانچ حصوں میں تقسیم کر کے اسلام پر رحمت کا دروازہ کھول دیا۔

۴۔ شاہ ولی اللہ سے پہلے قرآن صرف بطور تلاوت شاگردوں کو پڑھایا جاتا۔ مگر آپ نے اس کا فارسی ترجمہ کر کے فتح الرحمٰن کی تدریس شروع کی۔ آپ نے اس ترجمہ پر تشریحی فواید بھی لکھے۔ مولانا عبید اللہ سندھی تو یہ فرماتے ہیں:-

"میں یورپ آ کر ان تراجم کی اہمیت سمجھ سکا ہوں۔"

مثلاً (الف) کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ الخ کی تفسیر ملاحظہ ہو۔ قصاص کا ترجمہ مساوات اور مماثلت غالباً آپ کو کسی تفسیر میں نہ ملے گا اور انی مساوات کو یہاں بنائے حیات قرار دیا گیا ہے۔

دوسری جگہ جسے قرآن ہی نے توضیح کر دی۔ ولکم فی القصاص حیات۔ اور تمہاری زندگی مساوات میں ہے

(ب) اولم یروا انا ناتی الارض ننقصها من اطرافها۔ الخ

ترجمہ: کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم الخ

کی تفسیر سے مکہ معظمہ میں اسلامی حکومت کی تاسیس نظر آنے لگتی ہے۔ یعنی شاہ صاحب کا بیان ہے

"روز بروز اسلام کی شوکت سارے عرب میں پھیلتی جارہی تھی اور کفر کی حالت زبوں حالی کا شکار تھی۔ آیت مکی ہے اور میرے نزدیک مدنی نہیں، کیونکہ زبوں حالی سے مراد مکہ کی کافر حکومت ہے۔"

۵۔ شاہ صاحب نے سلطنت کو خلافت ظاہرہ اور اس کے حامیوں یعنی سلطنت قائم کرنے والی پارٹی کو خلافت باطنہ کا نام دیا ہے۔ اسلامی حکومت شاہ ولی اللہ کے الفاظ میں "حزب اللہ" کہلائے گی۔

۶۔ قرآن حکیم کے متشابہات کے متعلق اہل علم خاموش تھے۔ ان کے زعم میں ان پر بحث کرنا ممکن نہ تھا۔ اس طرح قرآن حکیم کا ایک حصہ ناقابل فہم قرار دیا گیا۔ یورپ نے موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اعتراض پر اعتراض جڑ دیا۔ لوجی، الم، حم وغیرہ لغو جملے جس کتاب میں ہوں وہ کیونکر عظمت ورفعت کے اوج پر پہونچ سکتی ہے؟

شاہ ولی اللہ نے اہل کلیسا کے اس دعوے کو خاک کر دیا اور ہر متشابہ سے متعلق ایک تحقیقی راہ متعین کر دی۔ یقیناً شاہ صاحب راسخ فی العلم تھے اور ان کی اس کوشش سے اس زمانے کے کئی فتنوں کا منہ بند ہوا۔ ودریں اثنا قرآنی تعلیمات کو دنیا میں کامیاب بنانے کے لیے مسلمانوں کو ایک مرکزی قوت کا وجود مل گیا۔

۷۔ شاہ ولی اللہ نے قرآن کی منسوخ شدہ آیات کا مسئلہ حل کر دیا۔ علماء کے مطابق ۵۰۰ آیات قرآنی منسوخ تھیں۔ اتقان میں علامہ سیوطیؒ نے ۲۰ آیات منسوخ ثابت کیں۔ شاہ صاحبؒ نے ۱۵ آیات میں تطبیق دے کر صرف اور صرف ۵ آیتوں کو منسوخ بتایا اور توضیح اس طرح کی کہ جو شخص ۱۵ آیات کی تطبیق پڑھے گا وہ از خود ۵ آیتوں کا حل بھی نکال لے گا۔

۸۔ "پہلے تمام ادیان پر اس دین کی فوقیت کیوں ضروری ہے؟" شاہ صاحب نے: ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق کے تحت ازالۃ الخفاء میں اس مسئلے کو نہایت محققانہ رنگ میں واضح کیا ہے۔ اس طرح اسلام کی حقانیت وصداقت کو عقلی طریقے تمام ادیان سابقہ واضح کیا۔ تاریخ اسلام میں انھوں نے پہلی مرتبہ اسلامی غلبہ واستیلاء کا اب ایسا تصور پیش کیا جس کے بعد دنیا کے کسی سماوی و غیر سماوی نظام کو اسلام کے برتر و اعلیٰ ثابت کرنے یا اعلیٰ نظام قرار دینے کو ایک مضحکہ قرار دیا جائے گا۔

۹۔ قرآن کریم کا ہر اگلی سورت کا پچھلی سورۃ سے ربط اور ہر آیت کا پہلی آیت کے ساتھ تعلق، ہر رکوع کا پہلے رکوع کے ساتھ جوڑ کی جس تشریح کا آغاز شاہ ولی اللہؒ نے کیا اس کا کوئی ثانی نہیں۔ شاہ ولی اللہؒ نے قرآن کے ہر ہر جملے میں عقلی مطابقت ثابت کر کے آنے والے اسلام کے مخالفوں کا منہ بند کر دیا ہے۔

۱۰۔ ربط آیات کے اس نئے فن کو شاہ ولی اللہؒ کے بعد شاہ عبدالعزیزؒ نے آپ کی اتباع میں سبقت کی۔ انھوں نے ایک ایک آیت کو ایک خاص موضوع اور معین مضمون کے لیے مقرر کر کے تسلسل قائم رکھنے کا قرآنی فلسفہ پیش کیا

۱۱۔ شاہ ولی اللہؒ کے مطابق قرآن کے سیاسی اصول:

د عہد عثمانی تک صحابہ میں کوئی اختلاف واقع

نہ ہوا۔ اسی لیے یہ دور خیر القرون ہے۔

اسلامی حکومت کی اعلیٰ سطحی سنٹرل کمیٹی اسی گروہ کو کہا جائے گا۔ جیسا کہ قرآن نے والسابقون الاولون من المھاجرین کی آیت میں واشگاف اعلان کیا ہے۔ یعنی جو لوگ رسول (خلیفۂ اعظم) کے زیادہ قریب ہیں وہی اسلامی مملکت کی قانون ساز اور حکومت چلانے والی کونسل کے ممبر ہوں گے۔

- اسلام کی جس اعلیٰ کونسل میں جو مسائل بالاتفاق پاس ہوں گے وہ اسلامی مملکت کے لیے تشریعی (Bai [illegible]) ہوں گے۔
- مولانا سندھی کے مطابق شاہ صاحبؒ نے قرآن اور سنت صرف دونوں کو اسلامی حکومت کا انتظامی، قانونی، اساسی ڈھانچہ قرار دیا۔ رہا اجماع؎ اور قیاس تو اس کے متعلق انہوں نے کہا کہ ان کی حیثیت ثانوی ہے۔
- قوانین سنت وہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء ثلثہ کی مرکزی جماعت کے مشورے سے طے کیے گئے ہوں۔ خلافت عثمانیہؓ کے بعد نظام ٹوٹ گیا۔ کہ عام کام مشورے سے طے کیے جائیں۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی نظریات

- خدائی مشیت کا تقاضا اور انسانی فطرت کا مدعا صرف یہ ہے کہ دنیا میں صرف ایک ایسی امت چاہیے جو دوسروں کو ہدایت دے۔
ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک
- پھر اس امت کی ضرورتوں کے لیے ایک فرد امام درکار ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق۔

- جماعتی کامیابی اور تنظیم کی یکجہتی ہی اصل کامیابی ہے۔ قاید کے ساتھ ارکان جماعت کا تعلق مضبوط ہونا چاہیے۔

محمد رسول اللہ والذین معہٗ

- قرآن کی تعلیمات اجتماعی ہیں اور نظم وترتیب کے ساتھ ہی قرآن اجتماعی زندگی کا ذکر کرتا ہے جس کے مطابق جماعت کو منظم رکھنا سب سے اولین فرض ہے۔

اولیٰک انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہدار والصالحین

- دیکھیے یہاں چار منفرد طبقات کی اجتماعی اور انفرادی کمالات کے باعث انہیں انعام کا مژدہ سنایا جارہا ہے۔
- شاہ صاحبؒ کے اصول اور مولانا سندھیؒ کی توضیح کے مطابق قرآن دنیا کے تمام اقوام [illegible] انقلاب کا نصب العین ہے۔

مندرجہ بالا آیت: ھو الذی ارسل رسولہ الخ کے مطابق جب دین کو تمام ادیان اور جمیع افکار و اعمال پر غالب کرنا مقصود ہے تو تمام اقوام میں انقلاب پیدا کرنا ضروری ہوگیا۔

اول صورت یہ ہے کہ تمام ادیان غلبہ فقط تعلیم وتربیت کے ذریعہ سے ہو۔ اس طرح اگر متحقق ہوتا تو تمام قومیں اس دین کو اپنی خوشی کے ساتھ قبول کر لیتیں جب اس کے ساتھ ولو کرہ المشرکون کا جملہ نازل ہو چکا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ طاقت کے زور سے اس دین کا غلبہ پیدا کیا جائے گا۔ یہی عالمی انقلاب کے پروگرام کی تشریح ہے۔

(شاہ ولی اللہ کی سیاسی تحریک
مولانا عبید اللہ سندھیؒ)

- مملکت کے معاشی بحران کے خاتمے کے بغیر معاشرے کی اصلاح بالکل ناممکن ہے

(تفہیمات)

- مزدوروں، کسانوں، صنعت پیشہ، محنت کشوں کی اصلاح اور انکی معاشرتی زندگی کی تعمیر حکومت کا اہم فرض ہے

(تفہیمات الٰہیہ)

- سلطنت کے ہر طبقہ کی اصلاح کا انتظام کیا جائے۔
- صنعت پیشہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ ترقی دی جائے۔
- اسلامی حکومت کا فرمانروا مغربی جمہوریت سے کہیں زیادہ بااختیار رہتا ہے کیونکہ وہ معاشرہ کا سب سے بہترین انسان ہوتا ہے اور اس کی دیانت کا تقاضا ہے کہ اس پر مکمل اعتماد کیا جاتے۔
- اسلامی حکومت کی مجلس شوریٰ اور مجلس مقننہ دانشوروں، مفتیوں اور اہل علم پر مشتمل ہوتی ہے۔

کاش اسلامی فطرت کے نازک ترین محاسن اور مسلمانوں کی ماحولی کمزوریوں کا احساس ہمارے نوجوانوں کو ہوتا تو وہ کبھی کسی دوسرے نظریے کے قدموں پر سجدہ نہ کرتے۔ مگر مجھے اس کا بھی کچھ خوف نہیں کیونکہ وقت کی وہ آواز جو ابھی دور سے آرہی ہے عنقریب خواب کے نشہ میں چور نوجوانوں کو جھنجھوڑ کر جگا دے گی۔ پھر ایسی کوئی طاقت خواب گراں کی آلودگیوں سے دوبارہ تردامن نہ کر سکے گی۔ اور وہی ہماری عید کا پہلا دن اور ہماری تاریک شام کی تابناک صبح ہوگی۔"

(شاہ ولی اللہ۔ نمبر الفرقان)

"ہم غلامی کی بنیاد پر آج کوئی بین الاسلامی محاذ قائم نہیں کر سکتے۔ اور جب ہم اس قابل ہو جائیں گے۔ تو ہماری طاقت ناقابل حد تک پہنچ جائے گی۔"

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

؎ اس اجماع سے مراد عہد عثمانی کے بعد کا اجماع ہے۔

الطاف الرحمٰن بنوی

دیسی اور بدیسی اقوام کا اجتماع اور ان کے درمیان حریفانہ کشاکش

مشہور مصنف جوزف لیٹن [illegible] [illegible] لکھتا ہے کہ:

"پندرھویں صدی سے دنیا کی تاریخ قومی ریاستوں کے درمیان معاشی رقابتوں کی داستان ہے۔ معاشی قوم پرستی۔ روز بروز قوموں کے درمیان تصادم کا سبب بنتی چلی گئی ہے۔ پہلے تجارت کے درمیان میں مزاحمت کا سلسلہ چلتا ہے پھر جنگ ہوتی ہے۔ امریکہ، افریقہ، سات سمندروں کے جزائر اور ایشیا کے ایک بڑے حصے پر تسلط نوآبادیوں کا قیام اور ان ممالک کے معاشی وسائل سے انتفاع یہ سب کچھ اسی داستان قزاقی کے مختلف ابواب ہیں"

مصنف مذکور کا یہ آفاقی تجزیہ کس قدر واضح اور صحیح ہے؟ ممکن ہے۔ کسی کی سمجھ میں نہ آوے۔ مگر ہماری ایشیائی تاریخ کا مبتدی طالبعلم بھی ان حقیقت افروز الفاظ کے معانی کو بہت ہی جلد اور آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ ہندوستان پہلے بھی مختلف الخیال قوموں کا مسکن تھا۔ یہاں مسلمان، ہندو، سکھ، مرہٹے وغیرہ آباد تھے۔ اب یورپ کی چار بڑی بڑی قومیتیں اور بھی آگھسیں۔ نتیجۃً اس کی آبادی ایسے متعدد اجزاء کی مرکب بنی۔ جن کے درمیان باہمی طور پر کوئی ربط و تعلق نہ تھا۔

کسی ایسے مخلوط معاشرہ کی صورت ترکیبی کی بے ثباتی اور اس کے غیر معقول امتزاج کی ناپائیداری جس قدر قطعی اور یقینی ہوتی ہے۔ ان مختلف الاغراض بلکہ متصادم الاغراض اقوام مشرق و مغرب کی اس مصنوعی اور فقط صوری اجتماعیت کا دھماکہ خیز تشتت اسی قدر بلکہ اس سے بھی زیادہ حتمی اور وجوبی تھا۔

تجارت کے میدان میں مزاحمت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور پھر سیاسی برتری حاصل کرنے کے لیے جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں سب سے پہلے پرتگیزیوں اور ولندیزیوں نے ایک دوسرے کو مٹانے کی کوشش کی پرتگیزی ہندوستان کے کئی شہروں مثلاً گوہ، چین، زنجبار، موزنبیق، دکنا لوٹر، مسقوطرہ، ہرلونا، سولمبو، بمبئی اور لسبین کے جزیروں، دکن اور ستارامیں اپنی بلند و بالا اور قلعہ نما تجارتی کوٹھیاں بنا چکے تھے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے جنوبی سمندروں پر بھی ان کی اجارہ داری قائم ہو چکی تھی ان کی زیادہ سودمند اور نفع بخش تجارت ریاست وجے نگر کے ساتھ تھی۔ ۱۵۶۵ء میں جب مغل بادشاہ اکبر اعظم نے وجے نگر پر قبضہ کر لیا۔ تو ان کی تجارت کو سخت نقصان پہنچا ان کے حریفوں ولندیزیوں نے ان کو بحر ہند سے بھی نکال دیا اس طرح سے ہندوستانی تجارت اور متوقع سلطنت پرتگیزیوں کے ہاتھ سے نکل گئی۔

ولندیزی دراصل ہندوستان میں گرم مصالح پیدا کرنے والے جزیروں پر قبضہ کرنا چاہتے تھے جس کی یورپ میں بڑی مانگ تھی۔ ان کی تجارتی کوٹھیاں دریائے ہگلی کے کنارے چنسرا کے مقام پر تھیں۔ سترھویں صدی عیسوی میں ان کی تجارت زوروں پر تھی۔ مگر وہ انگریزوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد ولندیزیوں کی تجارت ہندوستان سے ختم ہو گئی۔ ہاں صرف گوا کا علاقہ ان کے پاس رہ گیا۔ جو تقسیم ہند کے کچھ مدت بعد بھارت میں ضم کر لیا گیا۔

اب میدان میں انگریز فرانسیسی اور چند ایک وہ غیور اور خوددار مسلمان دیسی حکمران رہ گئے جن کو مٹایا تو جا سکتا تھا مگر جھکایا نہیں جا سکتا تھا۔ انگریزوں اور فرانسیسیوں جن کی پشت پر برطانیہ اور فرانس جیسی عالمی طاقتیں تھیں، میں سے ہر ایک کو اپنے لیلائے مقصود......

......ہندوستان کے بلاشرکت غیر اقتدار......

......تک پہنچنے کے لیے اپنے مغربی حریف اور ملکی دعویداروں سے نبٹنا اور ان کو زیر کرنا ضروری تھا۔

۱۷۴۴ء میں یورپ میں اسٹریا کی تخت نشینی کی جنگ شروع ہوئی۔ تو ہندوستان میں بھی انگریز اور فرانسیسی ایک دوسرے سے الجھ پڑے۔ یہ جنگ تاریخ میں کرناٹک کی پہلی جنگ کے نام سے مشہور ہے ۱۷۴۸ میں جب یورپ میں جنگ بند ہوئی تو ہندوستان میں بھی جنگ بند کر دی گئی اور معاہدہ ایکس لا شیپیل" کے تحت فریقین نے ایک دوسرے کے ہتھیائے ہوئے علاقے واپس کر دیئے۔

براہ راست میدان جنگ میں آنے اور ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونے کی بجائے دونوں غیر ملکی گروہ دیسی حکمرانوں سے باہمی نزاع کی آڑ میں ایک دوسرے پر بالواسطہ ضرب لگانے کی زیادہ کوشش کر رہے تھے۔ تاکہ جہاں خود انہی کے درمیان زور آزمائی ہوتی رہی وہاں دونوں کے مشترک دشمن وطنی ریاستوں کی طاقتیں بھی صرف ہوتی رہیں۔ چنانچہ کرناٹک کی دوسری لڑائی اسی مصلحت اندیشی کی عملی صورت تھی جو ۱۷۵۵ء کے اس زبانی معاہدے پر ختم ہوئی کہ آئندہ کے لیے دونوں کمپنیاں برصغیر کے داخلی معاملات میں دخل اندازی نہیں کریں گی

انگریز اور فرانسیسی ان تمام علاقوں سے بھی دستبردار ہو گئے جو اس جنگ میں ان کے ہاتھوں لگ گئے تھے اس معاہدے کا فائدہ انگریزوں کو ہوا کیونکہ بقول ڈوپلے ہندوستان میں فرانسیسی مقبوضات کے گورنر جو اسی جنگ کے دوران فرانس بلا لیے گئے تھے اور اس کی جگہ گوڈیہو کو نیا گورنر بنا کر بھیجا گیا تھا، فرانسیسیوں نے جو کچھ اس وقت تک حاصل کیا تھا گوڈیہو نے ان سب پر پانی پھیر دیا اور ملک قوم کی تباہی اور توہین کے معاہدے پر دستخط کیے۔

۱۷۵۶ء میں یورپ میں جنگ ہفت سالہ شروع ہو گئی جس میں انگریز اور فرانسیسی ایک دوسرے کے حریف تھے۔ چنانچہ ہندوستان میں بھی ان کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ جو کرناٹک کی تیسری لڑائی کہلاتی ہے۔ ۱۷۶۳ء میں معاہدہ پیرس کی رو سے جب یورپ میں جنگ بند ہوئی تو ہندوستان میں بھی جنگ بند کرائی گئی فرانسیسیوں کو ان کے چھینے ہوئے علاقے دوبارہ مل گئے۔ لیکن انگریزوں نے ان پر پابندی لگادی کہ آئندہ وہ کبھی قلعہ بند نہیں ہونگے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فرانسیسی پھر کبھی نہ ابھر سکے اور انگریز رفتہ رفتہ تمام ہندوستان پر چھا گئے۔ کرناٹک کی تیسری لڑائی اس حقیقت کا بین ثبوت تھی کہ انگریزی اور فرانسیسی تجارتی کمپنیاں فقط تجارتی کمپنیاں نہیں بلکہ برطانیہ اور فرانس کے ناپاک استعماری عزائم کی تکمیل کے وہ ذیلی ادارے تھے جن کے ذریعے دونوں حکومتیں ہندوستان کو اپنی نو آبادیاتی بنانے کی فکر میں تھیں یہی وجہ تھی کہ وہاں کے سیاسی حالات سے کمپنیاں بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی تھیں۔

الطاف حسین

سرکولیشن منیجر

لائلپور، گوجرانوالہ، راولپنڈی

کے دورہ پر ہیں

جماعتی احباب تعاون فرمائیں

(ادارہ)

رپورٹنگ۔ قمر ہاشمی

جمعیۃ علماءِ اسلام کی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیاں

حیدر آباد۔ امیر جمعیۃ علماء اسلام حیدر آباد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمنین صاحب نے حالی روڈ پر ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: جمعیۃ علماء اسلام کراچی سے لے کر کاغان کی چوٹیوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس جماعت کا ہر کارکن خدا کا سپاہی ہے۔ مخلوق خدا کی خدمت اس کا نصب العین ہے۔!

انہوں نے کہا کہ جمعیۃ کا مقصد ملک میں اسلامی نظام حکومت کا قیام ہے، اس کے علاوہ تمام مسلم ممالک کی وفاق کا قیام ہے، مزدور کسان محنت کش، طالب علم، وکیل اور عالم کا مقام بلند کرنا ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام سائٹ ایریا کے سکرٹری جنرل حافظ محمد طاہر نے کہا کہ دولت کی اصل بنیاد محنت ہے۔ اور مزدور ملک کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لیے ملک کی دولت میں ان کا حصہ انہیں ملنا چاہیے۔

حافظ محمد طاہر نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام مزدوروں کے حقوق کے لیے تمام کوششیں بروئے کار لائے گی۔

اجتماع سے سائٹ ایریا کے امیر حاجی حافظ نور محمد صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔ اجتماع میں ایک قرارداد میں کراچی کے متاثرہ افراد سے ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔

دوسری قرارداد میں بلدیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ حالی روڈ میں پانی کے نکاس کا انتظام کیا جائے۔

حیدر آباد کے ایک دوسرے اجتماع سے خطاب فرماتے ہوئے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمنین صاحب نے کہا ہے کہ موجودہ تحریک میں ہر طبقہ فکر نے جس طریقہ سے حصہ لیا ہے وہ قابل تحسین ہے وہ پٹھان گوٹھ میں جمعیۃ علماء کے زیر اہتمام ایک اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔

انہوں نے کہا کہ اس تحریک میں جو لوگ مرے ہیں وہ شہید ہیں اور جنہوں نے حصہ لیا ہے وہ غازی ہیں۔!

اجتماع میں قومی اتحاد ضلع حیدر آباد کے صدر عبدالحق، جنرل سیکرٹری محمد یوسف قریشی، اور حافظ محمد طاہر بھی شریک ہوئے۔

جمعیۃ علماء اسلام پٹھان گوٹھ کے صدر جناب نور البصیر نے ان رہنماؤں کو مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ دریں اثنا امریکن کوارٹرز میں جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے امیر جمعیۃ سائٹ ایریا حاجی حافظ نور محمد نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام ایک دینی اور سیاسی تنظیم ہے اور سیاست دین ہی کا ایک شعبہ ہے۔ ہماری سیاست دین ہی کے تابع ہے اور جمعیۃ کا مقصد اس ملک میں اسلام کا عادلانہ اور منصفانہ نظام قائم کرنا ہے۔

جنرل سیکرٹری حافظ محمد طاہر نے کہا کہ ملک میں عادلانہ نظام کے لیے قاید قومی اتحاد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی کوششیں قابل تحسین ہیں۔

انہوں نے کہا کہ جمعیۃ یہ چاہتی ہے کہ مزدور کاشتکار اور جو لوگ ملک و قوم کے لیے دماغی کام کریں وہ دولت کے اصل مستحق ہیں جو نظام محنت کی صحیح قیمت ادا نہ کرے، مزدوروں اور کاشتکاروں پر بھاری ٹیکس لگائے وہ قوم کا دشمن ہے۔ اس کو ختم کرنا ضروری ہے۔ کام کے اوقات محدود کر کے مزدوروں کو اتنا وقت ضرور دینا چاہیے کہ وہ اپنی اخلاقی روحانی اصلاح اور مستقبل کی بہتری کے لیے سوچ سکیں۔

خیر مقدم

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لودھراں کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد شریف نعمانی نے ایک بیان میں بھٹو حکومت کے خاتمہ پر جناب ضیاء الحق صاحب کو مبارکباد پیش کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ جنرل محمد ضیاء الحق اس مظلوم قوم کے لیے مسیحا بن کر تشریف لائے ہیں اور پوری قوم کو اس ظلم سے نجات دلائی ہے۔

انہوں نے جنرل ضیاء الحق کی پہلی نشری تقریر کا خیر مقدم کیا۔ انہوں نے کہا کہ موصوف نے اپنی تقریر میں اسلام کے بارے میں جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ لائق صد تحسین ہیں اور جنرل ضیاء الحق نے اب تک جو اقدامات کیے ہیں ان سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ وہ اس ملک میں منصفانہ اور آزادانہ انتخاب کرانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے فوجی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ مسٹر بھٹو اور اس کے وزراء پر مقدمات چلا کر ان کو کیفر کردار تک پہونچائیں۔ تاکہ آیندہ کسی کو اس قوم کی قسمت سے کھیلنے کی جرأت نہ ہو سکے اور آنے والے اس کے انجام سے عبرت کا سبق حاصل کریں۔

اظہارِ تعزیّت

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لودھراں کے امیر حضرت مولانا اللہ بخش صاحب اور ناظم اعلیٰ محمد شریف نعمانی نے ایک مشترکہ بیان میں حضرت پیرجی عبد اللطیف صاحب کی اچانک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ مرحوم اسلافؒ کی یادگار تھے ان کی زیارت سے اسلاف کی یاد تازہ ہوجاتی تھی اور اس پُرفتن دور میں آپ جیسی شخصیت کا وجود اسلامی قوتوں کے لیے بہت بڑی نعمت تھی۔ مرحوم کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ کبھی پُر نہیں ہوسکے گا۔

انہوں نے مرحوم کے فاتحہ خانی کی اور ان کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

اسی طرح جمعیۃ علماء اسلام کہروڑ پکا کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا غلام محمد صاحب نے بھی حضرت پیرجی عبد اللطیف کی اچانک وفات کو ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ پیرجی مرحوم اکابر علماء دیوبند کے قافلہ کے آخری سپاہی تھے جو ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ خداوند کریم جنت الفردوس نصیب فرمائے (آمین)

---

۹ جولائی۔ جمعیۃ علماء اسلام چک نمبر ۲۹۰ ابن تحصیل ٹوبہ ضلع لائل پور کے زیر اہتمام ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں حضرت سید نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی اور حضرت پیرجی عبد اللطیف صاحب کے بارے میں تعزیتی قرار داد پاس کی گئی۔

موجودہ تحریک میں شہید ہونے والوں زخمیوں اور اسیروں کو خراج عقیدت پیش کیا گیا دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا دو بزرگ ہستیوں اور حالیہ تحریک کے شہداء کو اپنی رضا و خوشنودی عطا فرمائیں۔ زخمیوں کو اللہ تعالیٰ دعائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائیں، سیاسی قیدیوں کو اللہ بلدا ز جلد رہا فرمائے۔

پھر جنرل ضیاء الحق صاحب کو ان کے حالیہ جرات مندانہ اقدامات پر خراج عقیدۃ پیش کیا۔ کہ انہوں نے ملک کو سیاسی بحران سے نکال کر ملک و ملت پر احسان کر کے اپنا اور فوج کا وقار بحال کروالیا۔

آخر میں رہنمایان قومی اتحاد خصوصاً حضرۃ مفتی محمود صاحب مدظلہٗ کی موجودہ دلیری کو سراہتے ہوئے دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ اتحاد کو مزید مضبوط فرمائیں آمین۔ حضرت مفتی صاحب کی صحت یابی کے لیے بھی دعا کی گئی۔

جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائل پور کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد عابد نعیم نے اپنے ایک اخباری بیان میں پیرجی عبد اللطیف کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔

مولانا نے کہا ہے کہ پیرجیؒ نے اپنی ساری زندگی اسلامی قانون کے نفاذ کے لیے وقف کر رکھی تھی اور آخر دم تک آپ قاید جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب کی قیادت میں قافلۂ حق کے ساتھ رواں دواں رہے۔

لائل پور۔ جمعیۃ علماء اسلام یونٹ نمبر ۳ حلقہ غلام محمد آباد کے امیر حافظ عبد الحمید صاحب نائب امیر صوفی محمد بشیر خان۔ ناظم عمومی محمد نذیر اور محمد یوسف عثمانی ناظم نشریات نے ایک مشترکہ بیان میں پیر طریقت حضرت مولانا پیرجی عبد اللطیف کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔ اور آپؒ کے دینی، ملی اور سیاسی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا اور ان کی بلندیٔ درجات کے لیے دعائے مغفرت کی گئی کہ اللہ تعالیٰ حضرت پیرجی مرحوم کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے۔ اور جنت الفردوس میں مقام اعلیٰ عطا فرمائے۔

نیز ان کے پسماندگان اور لواحقین حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب مولانا عبد الحکیم صاحب و دیگر حضرات سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے صبر جمیل کی دُعا کی گئی۔

دعائے صحت

لائلپور۔ جمعیۃ علماء اسلام چک نمبر ۲۹۰ ابن کے سرگرم رکن نیاز محمود صاحب کی والدۂ عابدہ عرصۂ دراز سے علیل ہیں۔ جماعتی احباب سے دعاء صحت کی اپیل ہے۔

جدید انتخاب

لائلپور۔ جمعیۃ علماء اسلام حلقہ سمن آباد کا جدید انتخاب گذشتہ روز زیر نگرانی مولانا محمد عابد نعیم صاحب۔ جنرل سیکرٹری ضلعی جمعیت حسب ذیل عمل میں آیا:

سرپرست :	مولانا منظور حسین صاحب
صدر :	محمد افضل خان ″
نائب صدر :	آغا عبد الرحیم ″
″	عبد الغفور ″
ناظم عمومی :	مولانا محمد ارشد ″
ناظم :	خالد محمود خان ″
″	محمد زاہد
ناظم نشریات :	محمد افضل ″
خازن :	چوہدری محمد حسین ″
سالار :	حاجی عبد الحمید ″
ناظم دفتر :	محمد بشیر خان ″

محمد عثمان قریشی کی جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت

حیدرآباد۔ جمعیۃ علماء اسلام حیدرآباد حلقہ وارڈ اے کے جنرل سیکرٹری قاری محمد عنایت اللہ قریشی نے بتایا کہ ٹنڈو ولی محمد حیدرآباد سے جناب محمد عثمان قریشی نے مع اپنے خاندان واحباب جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت اختیار کرلی ہے۔

محمد عثمان قریشی نے جمعیۃ کا رکنیت فارم بھرتے ہوئے کہا کہ میں قاید جمعیۃ علماء اسلام و قاید پاکستان قومی اتحاد مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب دامت برکاتہم

کی سیاسی بصیرت و مذہبی خدمات پر مکمل اعتماد رکھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن قریب ہیں کہ حضرت مفتی صاحب کا اعلان ہوگا اور ملک میں اسلامی نظام نافذ ہوگا

جمعیۃ علماء اسلام حیدر آباد حلقہ وارڈ اے کے جنرل سیکرٹری قاری محمد عنایت اللہ قریشی نے محمد عثمان قریشی کی جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا خیر مقدم کیا ہے۔

جامع مسجد مدینہ لودھراں شہر کے خطیب مشہور عالم دین حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب نے جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہونے کا اعلان کیا۔ فارم رکنیت پر کرنے کے بعد انہوں نے ایک بیان میں کہا کہ مجھے حضرت درخواستی اور حضرت مفتی صاحب کی قیادت پر مکمل اعتماد ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں حضرت مفتی صاحب کی بے لوث قیادت اور دور رس سیاست اور جمعیۃ کے بے داغ ماضی سے متاثر ہو کر جمعیۃ میں شامل ہوا ہوں۔

انہوں نے حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے سیاسی کردار کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لودھراں کے نائب امیر مولانا محمد میاں صاحب، مولانا غلام رسول صاحب اور محمد شریف نعمانی نے ان کی شمولیت پر زبردست خیر مقدم کیا ہے۔

اطلاع عام

حیدر آباد۔ نیو سعیدہ آباد محمدی جامع مسجد کے خطیب حضرت مولانا یار محمد صاحب عابد۔ سعیدہ آباد سے منتقل ہو کر مستقل حیدر آباد لال مسجد میں خطابت سنبھال لی ہے۔ اور جمعیۃ علماء اسلام حیدر آباد حلقہ وارڈ اے کے نائب صدر منتخب ہو گئے ہیں احباب اس پتہ پر خط و کتابت کریں۔ مولانا یار محمد عابد خطیب لال مسجد حیدر آباد حیدر آباد سندھ۔

مندرجہ ذیل حضرات کی

جمعیت علماء اسلام میں شمولیت

صدیق کالونی نزد ٹمبر مارکیٹ راوی روڈ لاہور

۱۔ عبدالرشید ۲۔ علم دین ۳۔ حافظ محمد ذکریا
۴۔ محمد اسلام ۵۔ محمد یاسین ۶۔ منیر احمد
۷۔ شکیل احمد ۸۔ محمد سلیم ۹۔ ریاض احمد
۱۰۔ محمد شمیم ۱۱۔ محمد تسلیم ۱۲۔ محمد منزل
۱۳۔ عبدالرحمان ۱۴۔ عبدالغنی ۱۵۔ محمد اکرم
۱۶۔ محمد یوسف ۱۷۔ عبدالستار ۱۸۔ مقبول احمد
۱۸۔ بشیر احمد ۱۹۔ محمد حنیف ۲۰۔ حافظ محمد عبداللہ ۲۱۔ دلشاد احمد ۲۲۔ خلیل احمد
۲۳۔ حافظ محمد حنیف ۲۴۔ سید شاہد حسن رضوی
۲۵۔ محمد بشر ۲۶۔ محمد بشیر

ضلع سانگھڑ

گذشتہ دنوں جمعیت العلمائے اسلام ضلع سانگھڑ کا ایک اجلاس مولانا محمد حسن کی صدارت میں دفتر جمعیۃ علماء اسلام سانگھڑ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز قاری محمد یوسف صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد راقم الحروف نے جمعیت کی گذشتہ کارکردگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

اجلاس میں حاجی عبدالمجید ایڈووکیٹ کو جمعیت ضلع سانگھڑ کا سالار مقرر کیا گیا اجلاس سے حاجی عبدالمجید ایڈووکیٹ حافظ جان محمد کھوسو اور مولانا محمد حسن نے خطاب کیا۔

محمد انذر قاسمی کی اطلاع سے

مولانا سید مہدی حسین شاہ صاحب خطیب جامع مسجد والی حاجی پورہ محمد اکبر صاحب جنرل سیکرٹری صراف یونین اور ڈاکٹر افتخار احمد تابش نے جمعیت علماء اسلام میں شمولیت اختیار کر لی اور انہوں نے ایک مشترکہ بیان میں جمعیت علماء اسلام کے مرکزی قائدین مولانا عبداللہ درخواستی قائد اسلامی انقلاب مولانا مفتی محمود اور مولانا عبید اللہ انور

کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا جمعیت علماء اسلام شہر سیالکوٹ کے صدر سید بشیر احمد حافظ منظور احمد، محمد انذر قاسمی۔ اور خواجہ عبدالرؤف نے ان کی شمولیت پر انہیں مبارک باد دی۔

دعا

میرا بڑا بھائی نامی اسم گرامی اللہ دتہ صاحب طویل عرصہ سے بیمار ہیں۔ اور اس وقت وہ نشتر میڈیکل کالج و ہسپتال ملتان میں وارڈ نمبر ۲۲ بیڈ نمبر ۱۱ پر زیر علاج ہیں۔ اس لیے تمام برادران اہل اسلام سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میرے بڑے بھائی اللہ دتہ کی جسمانی صحت اور شفاء کاملہ کے لیے دلی دعا کریں اور اللہ میاں میرے بھائی کو جلد شفاء کاملہ عطا فرمائے آمین۔ ثم آمین (مہر محمد رمضان ارائیں وہاڑی)

اظہار تشکر

حضرت والد بزرگوار مولانا محمد اسماعیل صاحب قاسمی کی وفات حسرت آیات پر بزرگوں دوستوں اور عزیزوں کی طرف سے تعزیت کے پیغامات وصول ہوئے فرداً فرداً ان کا جواب دینا مشکل ہے اس لیے ترجمان اسلام کے توسط سے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

محمد انذر قاسمی
سیالکوٹ

گجرات

گذشتہ دنوں بعد از نماز ظہر بمقام جامعۃ الامینیہ میں جمعیت علماء اسلام کے اراکین کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس سے مولانا عبدالرؤف جامعۃ الامینیہ کے خطیب اور جمعیت علماء اسلام ضلع کے ناظم اعلیٰ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ پاک فوج کے چیف آف آرمی سٹاف نے بروقت ملک کی باگ ڈور سنبھال کر ملک و قوم کو سیاسی بحران سے نکال لیا ہے اور ملک و قوم کو آئندہ پیش آنے والے خانہ جنگی کے خطرات سے محفوظ کر لیا ہے ملک و قوم کے تحفظ کی خاطر مارشل لاء کی اشد ضرورت تھی بنز

چیف آف آرمی اسٹاف جنرل ضیاء الحق نے اپنے اسلامی جذبات کا اظہار کر کے قوم کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے ہم اس پر جنرل ضیاء الحق کا پرزور الفاظ میں خیر مقدم کرتے ہیں اور جمعیت علماء اسلام ضلع گجرات کے ارکان ملک میں فوج اور عدلیہ کی نگرانی میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات۔ پر جنرل ضیاء الحق چیف آف آرمی سٹاف کو مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہیں بعد ازاں جمعیت علماء اسلام کے ارکان نے ایک دیگ حلوہ کی بمع نان لوگوں میں تقسیم کی۔

جکڑ ضلع جہلم پاکستان

جہلم۔ تنظیم العلماء ضلع جہلم کے جنرل سیکرٹری اور مدرسہ عثمانیہ تعلیم الاسلام جکڑ کے مہتمم مفتی رشید احمد ارشد جمعیتہ علماء اسلام ضلع جہلم کے امیر مولانا محمد شریف احرار جنرل سیکرٹری چوہدری انور پاشا شہر ناظم بابو عبدالخالق نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق کے پر امن انقلاب لانے کو تحریک نظام مصطفیٰ کو قابل تحسین قرار دینے، اور ملک کی اساس وحدت یعنی اسلامی نظام قرار دینے کو خوش آیند قرار دیا ہے۔ اور عدلیہ وانتظامیہ کے حالیہ تبادلوں کو منسوخ کرنے، نیشنل پریس ٹرسٹ کو فی الفور توڑنے، تحریک کے دوران کے شہداء کے پس ماندگان کو معقول امداد دینے۔ اسیران تحریک اور زخمیوں کو مالی امداد دینے اسلحہ کے حالیہ دیئے گئے تمام تمام لائسنسوں کو منسوخ کرنے، پریس، ریڈیو، ٹی وی، اخبارات کو مکمل آزادی دینے۔ صحافت کی حوصلہ افزائی کرنے سیاسی راہنماؤں کے تحفظ، اور انتخابات کو غیر جانبدارانہ ومنصفانہ کرانے کے تمام انتظامات کو معقول اور غیر جانبدارانہ کرنے کی اپیل کی ہے۔ اور ان راہنماؤں نے ضلع بھر کے غیور وجسور عوام کی طرف سے آزادانہ انتخابات کرانے میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو ہر طرح تعاون کا یقین دلایا۔

محمود آباد کراچی! آج جمعیتہ علماء اسلام محمود آباد و منظور کالونی کی طرف سے ایران جمہوریت کے اعزاز میں جیل سے رہائی پر کوچہ الفاروق مدرسہ تجوید القرآن میں استقبالیہ دیا گیا جس کی صدارت پاکستان قومی اتحاد کے بزرگ رہنما جمعیتہ علماء اسلام ضلع شرقی کراچی کے امیر جناب غلام صمدانی صاحب نے فرمائی۔ استقبالیہ کا آغاز جناب قاری عبدالعزیز صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔

حاضرین استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان قومی اتحاد کے رہنما قومی اسمبلی کے نامزد امیدوار جناب شیخ الحدیث الحاج مولانا ذکریا صاحب نے کہا ہماری تحریک کا عظیم مقصد پاکستان میں مکمل اسلامی نظام کا نفاذ ہے انہوں نے فرمایا کہ میں پوری قوم کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ جنہوں نے اپنے ممتاز قائدین کے ادنیٰ اشارے پر سر پر کفن باندھ کر شہادت کے نذرانے دیئے۔ انہوں نے کہا کہ انشاء اللہ پاکستان قومی اتحاد برسراقتدار آ کر ملک میں اپنے منشور کو عملی جامہ پہنائے گا۔ اور پوری قوم آرام اور سکون کی زندگی گزارے گی ہم اپنے اسلامی منشور کے تحت اسلامی قوانین کا عملاً نفاذ کریں گے اگر پاکستان میں حقیقی مکمل اسلامی نظام کا نفاذ عملاً کیا گیا تو تمام عرب اور مسلم ممالک پر اس کا بہت اچھا اثر پڑے گا۔ اور یہ پوری پاکستانی قوم کی خوش قسمتی ہوگی۔

پاکستان قومی اتحاد کراچی کے صدر صوبائی اسمبلی کے نامزد امیدوار جناب شیخ لیاقت حسین صاحب نے حاضرین استقبالیہ سے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ میں پوری قوم کو سلام عقیدت پیش کرتا ہوں جنہوں نے اپنے ممتاز قائدین اور کارکنوں کی زیادہ تعداد میں گرفتار ہونے کے باوجود اپنی تحریک ہماری کو منظم چلاتے کے لیے کامیاب جدوجہد کی۔ انہوں نے حاضرین استقبالیہ کو یقین دلایا کہ آپ ایسے بے مثال قائدین پر مکمل بھروسہ رکھیں۔ انشاء اللہ شہیدوں کا خون رنگ لا رہا ہے اور جو بھی فیصلہ کریں گے وہ قوم کے مفاد میں ہوگا۔ استقبالیہ سے جناب اعظم خان ایڈووکیٹ جناب لطف حسین صاحب جناب سراج الحق عباسی صاحب جناب شہزاد صاحب جناب شاہد حسین صاحب جناب آصف مسعود صاحب جناب حضرت ولی صاحب نے بھی خطاب کیا۔ جمعیت علماء اسلام حلقہ محمود آباد کے امیر جناب مولانا خان محمد نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

جمعیتہ علماء اسلام ضلع شرقی کراچی کے امیر پاکستان قومی اتحاد کے بزرگ رہنما جناب غلام محمد صمدانی صاحب کی دعا پر استقبالیہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اظہار تعزیت

جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم اول حضرت مولانا غلام نادر صاحب پنھوار نے اپنے ایک بیان میں جمعیت علماء اسلام کے رہنما السید محمد نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پرانے سیاسی ودینی لیڈر رہتے ان کی وفات ناقابل تلافی ہے اور ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے۔ اس کا پر ہونا مشکل ہے۔

شمولیت

جڑانوالہ میں حسب ذیل حضرات نے جمعیتہ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا بعد ازاں انتخاب عمل میں آیا۔

۱۔ شیخ محمد اسلم چڑا منڈی جڑانوالہ صدر جمعیتہ علماء اسلام جڑانوالہ
۲۔ ملک محمد الیاس چڑا منڈی جڑانوالہ جنرل سیکرٹری
۳۔ محمد گلزار چڑا منڈی جڑانوالہ پروپیگنڈہ سیکرٹری۔
۴۔ ملک عبدالرحمن چڑا منڈی جڑانوالہ آفس سیکرٹری
۵۔ ذوالفقار علی خان۔
۶۔ ملک شیر احمد
۷۔ ملک محمد اقبال عرف بالا صاحب
۸۔ شیخ محمد جاوید
۹۔ شیخ محمد خلیل صاحب
۱۰۔ ملک عبدالرحیم صاحب
۱۱۔ شیخ عبدالواحد صاحب
۱۲۔ ملک رحمت علی صاحب۔

ہم منزل کے قریب پہونچ چکے ہیں

(محمد زمان اچکزئی)

"اسلامی نظام عدل کے لیے اپنا تن من لٹا دیں گے۔ اب ہم منزل کے قریب پہونچ گئے ہیں"۔ یہ بات پاکستان فری اخاد بلوچستان کے صدر محمد زمان خان اچکزئی نے ایک استقبالیہ تقریب میں کہی جو جمعیۃ طلباء اسلام بلوچستان نے پی۔ این۔ اے کے صوبائی قایدین کے جیل سے رہائی کے فوراً "مدرسہ مطلع العلوم" میں ان کے اعزاز میں دی تھی۔ انہوں نے مزید کہا کہ پوری قوم کو پی این اے کی قیادت پر مکمل اعتماد ہے۔ انہوں نے جمعیۃ طلباء اسلام کی کارکردگی کو سراہا اور ان کو تلقین کی کہ وہ اسلامی نظام کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔ قبل ازیں غلام رسول مینگل صوبائی ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام بلوچستان نے معزز مہمانوں کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔

میلسی

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام میلسی کے کارکنوں کا اجتماع زیر صدارت جناب رحیم بخش فانی منعقد ہوا۔ اجلاس میں تنظیمی امور پر بحث کرتے ہوئے محمد نواز بلوچ نے کہا کہ جمعیۃ طلباء اسلام ایک جماعت ہے جسکی بنیاد شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ نے "جمعیۃ الانصار" کے نام پر رکھی تھی۔ آج بھی یہ جمعیۃ طلباء اسلام کے نام سے آگے کی جانب قدم بڑھا رہی ہے۔

آخر میں تنظیمی انتخاب عمل میں لایا گیا۔ محمد نواز بلوچ ضلعی کنوینر اور رحیم بخش فانی معاون کنوینر منتخب ہوئے۔ اور میلسی سب ڈویژن کے لیے رحیم بخش ذاتی اور عبدالعزیز دار نذیر احمد ان کے معاونین مقرر ہوئے۔

مالاکنڈ ایجنسی

جمعیۃ طلباء اسلام گورنمنٹ کالج تھانہ مالاکنڈ ایجنسی کا انتخابی اجلاس دفتر جمعیۃ طلباء اسلام مالاکنڈ ایجنسی صاحبزادہ مارکیٹ سخاکوٹ میں زیر صدارت محمد جمیل صاحب منعقد ہوا۔ جس میں درج ذیل انتخاب عمل میں آیا:

صدر : سلطان روم خان
نائب صدر : محمد جمیل خان
" " : محمد اکرم خان
ناظم عمومی : محمد کنور خان
ناظم : محمد ایوب خان
ناظم اطلاعات : محمد یوسف خان

گوجرانوالہ

جمعیۃ طلباء اسلام شہر گوجرانوالہ کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت محمد فاروق شیخ منعقد ہوا۔ شہری تنظیم کو مضبوط اور فعال بنانے کے لیے درج ذیل کنوینر مقرر کیے گئے

عبدالوحید شہزاد کنوینر برائے شہر گوجرانوالہ
عبدالعظیم کنوینر برائے حلقہ نمبر ا گھنٹہ گھر گوجرانوالہ۔
محمد معظم میر کنوینر برائے حلقہ نمبر ۲ تھانے والا بازار گوجرانوالہ۔
فضل الرحمٰن کنوینر برائے حلقہ نمبر ۳ نور باوا بازار گوجرانوالہ۔
محمد زبیر بیٹ۔ کنوینر برائے حلقہ نمبر ۴ وحدت کالونی گوجرانوالہ۔

دریں اثنا گذشتہ روز ضلعی صدر جناب محمد فاروق شیخ نے قلعہ دیدار سنگھ کا ایک تنظیمی دورہ کیا۔ جناب خالد محمود صاحب کو جمعیۃ طلباء اسلام قلعہ دیدار سنگھ کی شاخ کا کنوینر مقرر کیا گیا ہے۔

شمولیت کا اعلان

جمعیۃ طلباء اسلام لاہور کے کارکنوں کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے ناظم عمومی جناب عبدالرؤف ربانی اس اجلاس کے مہمان خصوصی تھے۔

اجلاس میں محمد زرین عباسی صدر جمعیت طلباء اسلام ضلع لاہور نے بھی شرکت کی۔ عبدالرؤف ربانی نے طلبا کے سامنے جمعیۃ کا پروگرام بڑی تفصیل سے بیان کیا جس سے متاثر ہو کر جناب محمد عرفان انصاری نے اپنے متعدد ساتھیوں سمیت جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔ انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ علماء حق کی سرپرستی میں اسلامی انقلاب کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔

دریا خان میں وسیع پیمانے پر تنظیمی پروگرام شروع کر دیا گیا

گذشتہ جمعۃ المبارک جمعیۃ طلباء اسلام دریا خان کے زیر اہتمام مدرسہ فیض الاسلام دریا خان میں ایک اجلاس زیر صدارت مولانا غلام رسول صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام منعقد ہوا

اجلاس سے جاوید اقبال صاحب، محمد فیاض صاحب اور محمد فاروق صاحب نے خطاب کیا۔ نذیر احمد صاحب نے جمعیۃ طلباء اسلام کیوں بنی ہے کے عنوان سے مختصر خطاب فرمایا اور یعقوب اکمل صاحب نے "جمعیۃ پر ایک نظر" کے موضوع پر ایک پمفلٹ پڑھا۔ آخر میں مولانا غلام رسول صاحب نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے انہیں ثابت قدمی سے کام کرنے اور تمام طلبہ تک جمعیۃ طلباء اسلام کا پروگرام پہونچانے کی تلقین کی۔

ملتان کا ضلعی اجلاس

گذشتہ دنوں ۲۷ جون بروز جمعۃ المبارک دفتر جمعیۃ طلباء اسلام لوہاری گیٹ ملتان ضلعی اجلاس زیر صدارت جناب اعجاز حسین صدر جمعیۃ طلباء اسلام ضلع ملتان منعقد ہوا جس میں مہمان خصوصی جناب صفدر چوہدری نائب صدر صوبہ پنجاب تھے۔ اجلاس میں ضلع کی تمام شاخوں کے طلباء نے شرکت کی اجلاس میں درج ذیل امور پر غور کیا گیا۔

۱۔ سب سے پہلے ہر تحصیل کی سابقہ کارکردگی تحصیل کے صدر نے پیش کی

۲۔ اجلاس میں یہ بات بھی منظور کی گئی کہ ہر مہینے کے بعد آخری جمعہ کسی ایک شاخ میں تربیتی پروگرام منعقد کیا جائے گا۔

۳۔ شعبہ مالیات کے استحکام کے لیے ہر شاخ کو اپنی آمدنی کا ۱/۴ حصہ ضلع کو دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

۴۔ ہر شاخ میں اسلامی کتب کی لائبریری قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ دشرکاء اجلاس ملتان۔ اعجاز حسین مرالی، سلیم احمد شیخ، عبید اللہ اطہر، غلام لیسین (کبیروالہ)، بشیر احمد کاشمیری، انور کمال، رؤف حمید اللہ، محمد عارف، محمد یونس کشمیری (خانیوال)، صفدر سلیم شاہد، محمد یوسف، رانا اسحاق، عبدالحمید لودھراں

خیر مقدم

جمعیۃ طلباء اسلام آزاد جموں و کشمیر کے جنرل سیکرٹری جناب محمد نذیر فاروقی، محمد افضل قادری اور ابراہیم خلیل نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کہا کہ جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر نے آئندہ آزاد کشمیر کی سیاست میں حصہ لینے کا جو فیصلہ کیا ہے وہ قومی امنگوں اور وقت کے عین مطابق ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں امید ہے کہ کشمیر کا ہر شہری اس اہم فیصلے کا خیر مقدم کرے گا۔ کیونکہ موجودہ دور میں دین دار طبقے اور علماء کرام کا ملکی سیاست

صوبہ سرحد

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد کے صدر فضل الرحمن صاحب نے پشاور یونیورسٹی سٹوڈنٹس شعبہ اسلامیات کے صدر اور اتحاد سٹوڈنٹس کونسل کے جنرل سیکرٹری جناب حافظ عبدالغفور صاحب کو صوبہ سرحد جمعیۃ طلباء اسلام کے نائب صدر قاری محمد اسماعیل کی جگہ مقرر کیا ہے۔

محمد اسماعیل نے بعض ذاتی وجوہات کی بنا پر معذرت کا اظہار کیا تھا۔ اس کے علاوہ صدر صاحب نے حافظ غفور صاحب کو پشاور یونیورسٹی کے لیے جمعیۃ طلباء اسلام کا کنونیر مقرر کیا ہے۔

صوبہ سرحد جمعیۃ طلباء اسلام کے پریس سیکرٹری عبدالجلیل نے یونیورسٹی اور کالج کے تمام طلباء سے اپیل کی ہے کہ وہ جمعیۃ طلباء اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے حافظ غفور سے رابطہ قائم کریں

عبدالجلیل صوبائی ناظم نشرو اشاعت۔

تنظیم نو

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے صدر جناب ندیم اقبال اعوان نے پسرور میں جمعیۃ طلباء اسلام کی سابقہ تنظیم کو ختم کر کے تنظیم نو کے لیے محمد اقبال بیگ کو کنونیر مقرر کیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ پندرہ دن کے اندر اندر انتخاب نو کیا جائے اور تنظیمی کام کو تیز تر کرنے کی ہدایت کی ہے۔

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کا دوسرا ماہانہ سہ روزہ تربیتی اجتماع ۱۲، ۱۳، ۱۴ اگست بروز جمعہ ہفتہ، اتوار گوجرانوالہ میں منعقد ہوگا۔

(محمد فاروق قریشی)

فورٹ سنڈیمن

جمعیۃ طلباء اسلام فورٹ سنڈیمن کے کارکنوں کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب عبدالجبار صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس سے باز محمد صاحب اور جناب عبدالخالق صاحب نے خطاب فرمایا۔ دریں اثنا درج ذیل طلباء نے جمعیۃ کے پروگرام سے متاثر ہو کر جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا ہے:

نعمت اللہ، محمد قاسم، نصر اللہ جان، شیر جان، خدائے نور، قطب الدین، شیر خان، عبدالخالق صدر جمعیۃ طلباء اسلام فورٹ سنڈیمن نے ان حضرات کی شمولیت کا خیر مقدم کیا۔

چارسدہ

جمعیۃ طلباء اسلام تحصیل چارسدہ کا ایک اجلاس زیر صدارت مسعود الرحمن بمقام دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ منعقد ہوا۔ اجلاس سے تحصیل چارسدہ کے صدر حمید اللہ حامد اور ناظم عمومی عبدالصمد اور صدر اجلاس نے خطاب کیا۔ ایک قرارداد کے ذریعہ مرکزی صدر میاں محمد عارف، محمد فاروق قریشی، جاوید ابراہیم پراچہ اور صوبائی صدر صاحبزادہ فضل الرحمن، ناظم عمومی بشیر احمد کمال کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا اور اپنی طرف سے مکمل تعاون کا یقین دلایا گیا۔

محراب پور

جمعیۃ طلباء اسلام محراب پور کا انتخابی اجلاس دفتر جمعیۃ طلباء اسلام محراب پور میں زیر صدارت جناب سردار علی مغل منعقد ہوا۔ اجلاس میں اتفاق رائے سے درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا:

صدر: عبدالناصر عزیز

نائب صدر: خوشی محمد مغل

ناظم عمومی: محمد یعقوب مغل

ناظم: غلام رسول ندیم

ناظم نشریات: بشیر احمد انبالوی

ناظم مالیات: محمد اشرف وٹو

ناظم دفتر: خالد محمود

اجلاس بخیر و خوبی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

اپیل

جمعیۃ علمائے اسلام مملکتِ پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کی ترویج، نظام ہائے باطل کی تردید، فتنہ باطلہ کے مقابلے، فرنگی تہذیب کے قلع قمع اور اعلاء "کلمۃ الحق عند سلطان جائر" کے مقدس فریضہ کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف و منہمک ہے ——

جمعیۃ سے وابستہ و منسلک ہزاروں علماء و مشائخ اور لاکھوں انتھک جانباز، مخلص کارکن وسائل کی کمی کے باوجود شب و روز اسلام کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے لیے تگ و تاز کر رہے ہیں۔ اسلام کی سربلندی اور ملکی سالمیت کے تحفظ کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کی خدماتِ مسلّمہ ہیں تحریک بحالیٔ جمہوریت، تحریک مقدس ختم نبوت اور تحریک نظامِ مصطفےٰ اس پر شاہد عدل ہیں۔ جمعیۃ اپنا ایک تابناک ماضی رکھتی ہے اور روشن مستقبل کے لیے کوشاں ہے، لیکن نصرتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ وسائل و اسباب کا ہونا بھی ضروری ہے خصوصاً موجودہ دور میں۔ لہٰذا جمعیۃ کی مخلصانہ سرگرمیوں کا مربوط اور سیاسی پلیٹ فارم کو مضبوط بنانے کے لیے جمعیۃ کے بیت المال کو مستحکم بنانا ازحد ضروری ہے۔

التماس

اصحاب ثروت اور اہل خیر حضرات سے التماس ہے کہ وہ عطیات، صدقات اور خیرات کے ذریعہ بیت المال کی امداد فرمائیں۔ نیز بیت المال کیلیے

زکوٰۃ

کی فراہمی کا ہر ممکن اہتمام کر کے اس اہم فریضہ کی تکمیل کریں۔ اراکین جمعیۃ خصوصاً اس سلسلے میں تگ و دو کریں ——

(مولانا) محمد عبد اللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
(مولانا) عبید اللہ انور امیر جمعیت علماء اسلام، پنجاب
(مولانا) محمد ایوب جان بنوری امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد
(مولانا) مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
(مولانا) سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیۃ علماء اسلام سندھ
(مولانا) عبد الواحد صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان

نوٹ: زکوٰۃ کی رقوم مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان چوک رنگ محل لاہور کے نام روانہ کیجائیں